تفریح الکروب

بالتوبة عن الذنوب

طبع فی مطبع مفید عام الکائن

فی بلدة آگرہ فی سنة ١٣٠٢

الهجرية

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ غفار الذنوب وستار العیوب وعلام الغیوب والصلوۃ والسلام علی نبیہ محمد وعلی آلہ وصحبہ صلوۃ تنجینا من جمیع الکروب اما بعد توبہ کرنا گناہوں سے جناب مقدس الٰہی میں پہلا قدم ہی مریدوں کا اور فاتح الباب ہی سعید ونکا اور آغاز ہی طریق سالکین کا اور راس المال ہی فائزین کا اور مطلع ہی اصطفار مقربین کا اور کنجی ہی استقامت صالحین کی اور مشرق ہی اجتبار مومنین کا ؎

توبہ از بادہ در آغاز جوانی کردم	اول مستی من بود کہ ہشیار شدم

سب سے پہلے جسنے گناہ کیا پھر توبہ کی ہمارے باپ حضرت آدم ابو البشر علیہ الصلوۃ والسلام تھے پھر بے گناہ کا نہ ہونا یعنی چہ اتنی بات ہی کہ جب ہم گناہگاری میں اونکی سند پکڑیں تو ہمکو توبہ کرنے میں اور رجوع لانے میں طرف ارحم الراحمین کے بھی سند اونکی پکڑنا چاہیے کیونکہ سعادتمند اولاد وہی ہوتی ہی جو باپ کی طرح ہو من اشبہ اباہ فما ظلم سو باپ نے بمجرد صدور خطا کے توبہ کی تھی وہی کام ہمکو بھی کرنا چاہیے کیونکہ بمجرد واسطے محض خیر کے واب ہی ملائکہ مقربین کا اور بمجرد واسطے شر کے بدون تلافی کے

شیوہ ہی شیاطین کا اور رجوع کرنا طرف خیر کے بعد وقوع کے شر مین ضرورت ہی بنی آدم کی جو کوئی
متجرد للخیر ہی وہ ملک مقرب ہی اور جو کوئی متجرد للشر ہے وہ شیطان متمرد ہی اور جو شخص کہ تلافی شر کی
ساتھہ رجوع الی الخیر کے کرتا ہی حقیقت مین انسان وہی ہی کیونکہ انسان کی طینت مین دو شائبہ
ملے ہوے ہین اور ہر آدمی یا تو اپنا نسب فرشتہ سے ملاکر صحیح کرتا ہی یا آدم سے یا شیطان سے اسلئے
جس کسی نے توبہ کی اوسنے اپنی صحت نسب پر آدم علیہ السلام تک ملازمت حد انسان کی کرکے
برہان قایم کردی اور جسنے طغیان پر اصرار کیا اوسنے اپنے نفس کی نسب شیطان کو مسجل کیا کیونکہ تصحیح
نسب کی اسطرحپر کہ واسطے محض خیر کے متجرد ہوجائے حیز امکان سے باہر ہوا اسلئے کہ شر مع الخیر طینت
آدم مین ایک معجون محکم ہوا اوس سے بجز دو آگ کے خلاصی نہین ہوسکتی ہی یا ندامت کی آگ ہو یا جہنم کی
آگ غرضکہ جلنا ایک آگ مین ان دونون آگون مین سے ضروری ہی جب جلیگا تب ہی جوہر انسان کا
خبائث شیطان سے رہائی پائیگا اب تجکو اختیار ہو تو جس آگ کو ان دو آگون مین سے آسان سمجھے
اوسکو اختیار کر اور جس شئ کو ہانکا جانے اوسکی طرف جلدی کر قبل اسکے کہ بساط اختیار کی لپیٹ دیجاے
اور دار القرار کی طرف تجکو ہانک دین وہ دار القرار یا تو جنت ہی یا نار جب یہہ بات ٹہیری تو اب دریافت
کرنا حقایق نفس توبہ و شروط توبہ وغیرہا کا ضرور ہوا اسلئے اس رسالہ مختصر مین ذکر توبہ کا کیا جاتا
ہوا اس سے پہلے اگرچہ اس باب مین رسالہ محو الحوبہ نام لکھا گیا ہی لیکن اوسمین فقط آیات و احادیث
توبہ و استغفار پر اکتفا کیا تھا اس رسالہ مین بیان کرنا مراتب توبہ کا طریقہ عرفا و فقہا پر منظور ہی۔

مقدمہ بیان مین حقیقت توبہ کے

توبہ نام ہی تین چیزون کا جو ترتیب وار پائی جاتی ہین پہلے علم دوسرے حال تیسرے فعل پہلی چیز دوسری چیز کو
اور دوسری چیز تیسری چیز کو واجب کرتی ہی اور یہہ انتظام حسب عادت الٰہی ہی جو اوسنے عالم اجسام
دار رواح مین جاری کر رکھا ہی علم سے یہہ مراد ہی کہ یون جانے کہ گناہون کا ضرر بہت بڑا ہی اور یہی
گناہ درمیان بندہ اور اوسکے محبوب کے حجاب ہوتے ہین جب یہہ بات بیقین غالب دلپر جم جاتی ہی تو

اوسکے جاننے سے دلکو فوت محبوب کا رنج ہوتا ہی کیونکہ جب دلکو یہہ خبر ہوگی کہ محبوب نہ ملے گا تو بیشک
وہ رنج کریگا سو اگر باعث نہ ملنے محبوب کا کوئی فعل اسکا ہوگا تو اوس فعل پر افسوس کریگا اسس
افسوس کا نام ندامت وپشیمانی وخجالت ہی اور اسیکو دوسری چیز توبہ کی یعنی حال سمجھنا چاہیئے پھر
جب یہہ رنج دل پر غالب آجاتا ہے تو اوس سے ایک اور حالت پیدا ہوتی ہی جسکو ارادہ وقصد کہتے
ہین یہ ارادہ ایسے فعل کا ہوتا ہی جسکو تینون زمانون سے تعلق ہی زمانۂ حال سے یون کہ جو گناہ پہلے
کیا تھا اوسکو ترک کر دے اور زمانۂ آیندہ مین یون کہ جس گناہ سے محبوب نہ ملے اوسکو عمر بھر کے لیئے
چھوڑ دے اور زمانۂ گذشتہ مین یون کہ اگر کوئی ایسی چیز فوت ہوگئی ہی جو لایق قضا وتلافی کے ہے
تو اوسکا جبر نقصان کرے غرضکہ ان سب امور کا منشا اول علم ہوتا ہی یعنی ایمان ویقین کیونکہ ایمان
نام ہی اس بات کے سچ جاننے کا کہ گناہ زہر قاتل ہی اور یقین اسی تصدیق کی مضبوطی واستحکام و
استواری کا نام ہی یہ بات دلپر ایسی غالب ہوجائے کہ اوسمین مجال شک کا باقی نرہے پھر جب اس ایمان
کا نور دلپر چھا جاتا ہی تو اوسکا ثمرہ یہہ ہوتا ہی کہ دل مین آگ ندامت کی بھڑک اوٹھتی ہی اور دلپر ایک صدمہ
گذرتا ہی کیونکہ چمک سے نور ایمان کی اوسکو یہہ سجھائی دیتا ہی کہ مین اپنے محبوب سے مجحوب ہوگیا
ہون یہہ رنج مقتضی اس بات کا ہوتا ہی کہ کوئی تدارک اسکا کیا جائے اسی وجہ سے آدمی قصد تدارک
مافات کا کرتا ہی غرضکہ توبہ ان ہر سہ شی مرتب کا نام ہی جو بعد ایک دوسرے کے بتدریج ہوتی ہین اول
علم دوم ندامت سوم قصد ترک گناہ در زمانۂ حاضر وزمانۂ آیندہ مین اور تلافی ایام گذشتہ کی
اس سارے مجموعہ کو توبہ کہتے ہین اور اکثر اطلاق توبہ کا ندامت پر آتا ہی اور علم کو اوسکا مقدمہ
اور ترک گناہ کو اوسکا ثمرہ قرار دیتے ہین ولہذا حضرت نے فرمایا ہی الندم توبة اور اسی اعتبار سے
بعضے یہہ کہا ہی توبہ یہہ ہی کہ اگلی خطا پر باطن کا گداخت ہو اسمین صرف رنج دل کا اشارہ نکلا بعض نے کہا ہے
توبہ اک آگ ہی جو دل مین بھڑکتی ہی اور ایک درد ہی جو جگر سے الگ نہین ہوتا اور کسی نے ترک گناہ کا
خیال کرکے یون کہا ہی کہ توبہ یہہ ہی کہ لباس جفا دور کرکے بساط وفا بچھا دے سہل تستری نے کہا ہی حرکات
مذمومہ کو افعال محمودہ سے بدل دے سو یہہ بات بغیر عزلت وسکوت واکل حلال کے میسر نہین ہوتی

اسمین تیسری بات کی طرف اشارہ ہی اسکے سوا تعریف توبہ مین اور بہت سے اقوال ہین لیکن کسی قول مین ان سب باتون کا انحصار و احاطہ پایا نہین جاتا حالانکہ مقصود اہم یہی ہی نفقط الفاظ سے غرض نہین بلکہ واقعی حقیقت توبہ کی معلوم ہونا چاہیئے ۔

باب بیان مین وجوب و فضیلت توبہ کے

وجوب توبہ کا کتاب و سنت سے ثابت ہے قال تعالیٰ وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہا المومنون لعلکم تفلحون آیت مین اشارت ہی طرف اسکے کہ توبہ نکرنا بڑا خسارہ ہی اسی لیئے توبہ کرنا گناہ کبیرہ سے واجب عین ہی فوراً بہ نصوص کتاب و سنت و اجماع امت تو اب ترک کرنا توبہ کا گناہ کبیرہ ٹھیرا قاضی باقلانی کہتے ہین توبہ کرنا تاخیر توبہ سے بھی واجب ہی رہا صغیرہ سو اوس سے بھی تائب ہونا واجب عین ہی فوراً مثل کبیرہ کے یہی قول ہی شیخ ابوالحسن اشعری کا اسمین کسی کا خلاف اونسے منقول حکایت نہین کیا ہی مگر جبائی معتزلی کا شافعیہ سے بھی وہی منقول ہی جو اشعری نے کہا بلکہ امام الحرمین نے اسپر اجماع نقل کیا ہی گویا خلاف جبائی کے کچھ ہستی نہین سمجھی باآنکہ جواہر مین جبائی سے بھی نقل کیا ہی کہ وہ قائل وجوب توبہ ہی صغائر سے جبکہ اونپر دوام کیا ہو تاج سبکی نے کہا توبہ کرنا ہر گناہ سے واجب عین ہے فوراً ہان اگر نہ کرنا توبہ کا کسی صغیرہ سے فرض کرین اور پھر کوئی مکفر آ سکے تو وہ ان دونون صغیرہ یعنی معصیت و تاخیر توبہ کی تکفیر کر دیگا امام نے کہا ہی تکفیر کے معنی ہین ستر یعنی پردہ پوشی مثلاً نماز کا ساتر ہونا یہ ہی کہ بسبب عظم ثواب کے عقوبت ذنب کی دب جاتی ہی اور نماز اوسپر بسبب کثرت کے غالب آ جاتی ہی رہی یہ بات کہ نماز بالکل اوس گناہ کو ساقط کر دے سو یہ امر اللہ کی مشیت پر موقوف ہی پھر کہا ہی کہ جب یہ بات ٹھیری کہ قطعاً مقبول ہونا توبہ کا نہین ہی اور توبہ عتاب کو دور نہین کرتی ہی تو پھر اس آیت و حدیث کا محمل کیا ہو ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیاتکم والصلوات الخمس کفارات لما بینہن وقولہ الجمعۃ الی الجمعۃ کفارۃ لما بینہما وصوم یوم عرفۃ کفارۃ سنتین وصوم یوم عاشوراء کفارۃ سنۃ وان اللہ لیکفر عن المومن خطایاہ کلما

اسطرحکی اور بھی بہت حدیثین آئی ہین تو اُسکا جواب یہہ ہی کہ توبہ کرنا بجاے خود واجب ہی سو جسطرح
سارے واجبات ادا کیئے جاتے ہین اسیطرح توبہ بھی بجالائے یہ توبہ فی نفسہا ایک طاعت ہی
اسپر وعدہ ثواب کا کیا گیا ہی رہا زوال عقاب کا سو سپرد ہی طرف اللہ کے فہو سبحانہ خیر مامول
واکرم مسئول زرکشی نے کہا ہی امام نے اس جگہہ فقط بلحاظ معنی لغوی توبہ پر کیا ہی کیونکہ کفر ستر سے
زیادہ نہین ہوتا ہم کہتے ہین اذا استرت غفرت رہا اجماع وجوب توبہ پر سو وہ کچھہ اوسکو
منافی نہین ہی بلکہ سارے صغائر اجتناب کبائر سے محو ہوجاتے ہین کما دلت علیہ الاحادیث
ہان جس گناہ مین کسی آدمی کا حق ہوتا ہی اوسمین ساقط کرنا اوس حق کا وقت امکان کے ضرور ہے
دلیل محفل اسکی عاضد ہے حق یہہ ہی کہ توبہ کرنا ہر گناہ سے فرض عین ہی ابن الصلاح نے اپنے فتاوی
مین کہا ہی کبھی مثل نماز سے بھی بعض کبائر کا کفارہ ہوجاتا ہی جبکہ صغیرہ نہو پہر علماء نے اختلاف کیا ہی
اسبات مین کہ قبول ہونا توبہ کا قطعی ہی یا ظنی صحیح مطابق قول نووی وغیرہ کے یہہ ہی کہ قبول ہونا کافر کی
توبہ کا اسلام لانے پر قطعی ہی اور قبول ہونا غیر کافر کی توبہ کا جبکہ شروط توبہ پائی جائین ظنی ہی بخلاف ایک
جماعت متقدمین شافعیہ کے امام نے کہا کافر جب مسلمان ہوگیا تو یہہ اسلام لانا اوسکا کچھہ توبہ کفر سے
نہین ہوئی بلکہ توبہ اوسکی وہی ندامت اوسکی ہی اپنے کفر پر اور یہہ بات متصور نہین ہوسکتی کہ ایمان
لاے اور اپنے کفر پر پشیمان نہو بلکہ متقارنت ایمان کی واسطے ندامت کے کفر پر واجب ہی پہر گناہ کفر کا بسبب ایمان و
ندامت علی الکفر کے ساقط ہوجاتا ہی بالاجماع یہہ بات یقینی ہی اسکے سوا جتنی اقسام توبہ کی ہین اونکا مقبول ہونا مظنون
ہی مقطوع بہ نہین ہی امت نے اسبات پر اجماع کیا ہی کہ جب کافر مسلمان ہوگیا اور اوسنے اپنے کفر سے توبہ
کرلی اگرچہ اور گناہ کرتا ہو تو اوسکی توبہ صحیح ہی زرکشی نے کہا یہہ حکم دربارہ کفر ہی اور غیر کفر میں توبہ خاص کے
کفر نہین ہوتا ہی کما ذکرہ البیہقی فی مسند الکبیر دلیل اسکی یہہ ہی کہ حضرت نے فرمایا ہی ان احسن
فی الاسلام لم یواخذ بالاول ولا بالآخر وان اساء فی الاسلام اخذ بالاول
والآخر اور اگر اسلام مکفر سارے گناہون کا ہوتا تو وقت اسلام لانے کے اونپر مواخذہ نہوتا بیہقی
نے شعب الایمان مین کہا ہی اس باب مین احادیث آئی ہین کہ حدود کفارہ ہین گویا یہہ بات وقت توبہ

کرنے کے ہوتی ہی مدیل **قولہ** صلی اللہ علیہ والہ وسلم للسارق حین قطعہ تب الی اللہ
اسی کے موافق قول شیخین کا بھی روضہ واصل روضہ مین ہی وہ قول یہہ ہی کہ قتل حرام سے سوا عذاب
آخرت کے اور موخذات بھی دنیا مین متعلق ہوتے ہین جیسے قصاص و دیت وکفارہ کیونکہ ظاہر اسکا
یہہ ہی کہ عقوبت آخرت کی باقی ہی اگرچہ استیفا قصاص یا بدل کا کرلیا گیا ہی لکن نووی نے شرح مسلم
وفتاوی مین اسبات کی تصریح کی ہی کہ استیفا مسقط اثم ہی اور مطالبہ آخرت مین ہی زرکشی نے
کہا اسکا مطلب یہہ ہی کہ حاجت توبہ کرنے کی نہین ہی لکن اشبہ اس جگہ تفصیل ہی درمیان اوس شخص کے
جسنے اپنی جان واسطے بجا آوری حکم خدا کے سونپ دی تو یہ اوسکی توبہ ہوگئی اور اگر قہراً قصاص لیا
گیا ہی تو توبہ نہ ہوئی انتہی لکن نتیجہ اس بحث کا یہہ ہی کہ جب اوس سے استیفا قصاص کرلیا جائیگا تو
وہ حق عبدی سے بری ہوجائیگا اسی پر کلام شرح مسلم وفتاوی محمول ہی جیسے حدیث بخاری مین آیا ہے
فمن اصاب من ذلک شیئا فعوقب بہ فھو کفارۃ لہ اب حق اللہ کا باقی رہا اگر توبہ کرلی تو وہ بھی
ساقط ہوجائیگا والا فلا اسی پر کلام روضہ واصل روضہ کا محمول ہی جسطرح حضرت نے بعد قطع دست
سارق کے فرمایا تھا تب الی اللہ اس تقریر سے وہ تعارض جو درمیان احادیث واقوال کے ہی
مجتمع ہوجاتا ہی انتہی مالی الزواجر غرضکہ یہہ بھی ہو وجوب توبہ کا جسطرح کہ کتاب وسنت سے ثابت
ہوا ایسے لوگون پر جنکی چشم دل کھلی ہی اور اللہ نے اوسکا سینہ نور ایمان سے منور ومنشرح کردیا ہے
اوسکے نزدیک بھی وجوب توبہ کا واضح ہی یہانتک کہ ایسا شخص ظلمت جہالت مین بسبب اس نور کے
خود چل سکتا ہی اسکو یہ حاجت نہین کہ ہر قدم پر کوئی آگے کا رستہ بتانے والا بھی ساتھ ہو کیونکہ چلنے والے
دو قسم کے ہوتے ہین ایک اندھے کہ بے کسیکے آگے ہوے قدم نہین بڑھاتے دوسرے آنکھون والے
کہ جب راہ پر لگ گئے تو آپ ہی چلے جاتے ہین اسی طرح چلنے والے راہ دین پر دو طرح کے ہین ایک قاصر
جنکو تقلید سے ایک قدم بھی نہین نکل سکتے ہین ہر قدم پر ایک دلیل کے محتاج رہتے ہین
اور کبھی انکا یہہ حال ہوتا ہی کہ اگر دلیل کے ملنے مین دشواری ہوتی ہی تو حیران رہجاتے ہین سو
ایسے لوگونکی سیر باوجود محنت شاقہ وطول عمر کے مختصر ہوتی ہی اور قدم بھی چھوٹے پڑتے ہین دوسرے

لوگ سعید ہین جنکے سینے اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیے ہین وہ طرف سے اپنے رب کے اسرار
نور ہین فراست اشارہ سے مشکل رستہ پر چلنے کے لیے خبردار ہوجاتے ہین اور بڑی ٹھری گھاٹیان
طی کر ڈالتے ہین اونکے دل مین نور قرآن و نور ایمان کی چمک رہتی ہی شدت نور سے ادنی تبانا اونکو
کفایت کرجاتا ہے اونکی مثال ایسی ہی یکاد زیتھا یضیئ ولو لم تمسسہ نار اور اگر آگ لگاوینی
بعد تبانے کے تو یہہ مثل ہی نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء اس طرحکا آدمی اگر
توبہ کا واجب ہونا معلوم کرنا چاہتا ہی تو پہلے نور بصیرت سے توبہ کو دیکھتا ہی کہ وہ کیا چیز ہی پھر وجوب
کے معنی سمجھتا ہی پھر دونون کو ملاکر بیان لیتا ہی کہ بیشک وجوب توبہ کا ثابت ہی واجب وہی چیز ہوتی
ہی جو ذریعہ ہو وصول سعادت ابدی کا اور قیامت مین سواے دیدار الہی کے اور کوئی سعادت نہین ہی
جسکو کوئی اس سے محجوب رہا وہ بڑا بدبخت ہی اوسکے درمیان اور اوسکی آرزون کے درمیان پردہ پڑگیا
حجاب آگیا آڑ ہوگئی وہ آتش فراق اور آتش دوزخ دونون سے جلیگا اور اللہ سے دور کرنیوالی چیز
سوا اتباع شہوات و محبت دنیا و لذات فانیہ اس سپنجی سرا کے اور کوئی نہین اور وہ چیز جو اللہ سے
نزدیک کردے بجز قطع امور مذکورہ کے اور کچھہ نہین اور جن گناہونکے سبب سے آدمی اللہ سے روگردان
ہوکر مطیع و تابع دشمن خدا ابلیس ہوتا ہی وہی گناہ اوسکے لئے موجب حجاب و راندۂ درگاہ ہونیکے
ہوجاتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ محبوب تک پہنچنے کے لئے یہہ تین باتین علم و ندامت و عزم ضروری
ہین سو جس شخص کا ایمان نور بصیرت سے حاصل ہوا ہی وہ تو ایسا ہی ہوتا ہی اور جو شخص کہ اس رتبہ کے
لایق نہین ہی جیسا کہ اکثر خلق کا یہی حال ہی تو اوسکے لیے ایمان تقلیدی مین گنجایش ہی وہ اسی ذریعہ
و رطۂ ہلاک سے نکلکر ساحل نجات پر پہنچ سکتا ہی آیہ توبوا الی اللہ جمیعا مین سب اہل ایمان کو حکم عام
توبہ کرنے کا دیا ہی صیغہ امر کا جب تک کوئی صارف واسطے اوسکے آئے مفید وجوب کا ہوتا ہی دوسری
جگہہ فرمایا ہی یا ایہا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا نصوح کے یہہ معنی
ہین کہ توبہ خالص اللہ کے لئے ہو اوسمین کسی طرحکی آمیزش نہو فضیلت توبہ مین یہہ فرمایا ہی ان اللہ
یحب التوابین ویحب المتطہرین اور حضرت نے کہا ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ

محو اکرو بہ مین آیات و احادیث اس باب کی جمع کی گئی ہین اور وہ بہت ہین امت کا بھی اسی بات پر اتفاق ہی کہ توبہ واجب ہی کیونکہ معنی توبہ کے یہہ ہین کہ اس بات کا علم ہو کہ گناہ ایک ہلاک کرنے والی چیز ہی اور اللہ سے دور کر دیتی ہی یہہ بات وجوب ایمان مین داخل ہی مگر کبھی اس سے غفلت ہو جاتی ہی وہ علم جو حد توبہ مین ماخوذ ہی مراد اوس سے دور کرنا اسی غفلت کا ہی اسکے وجوب مین کچھہ خلاف نہین دوسری بات توبہ مین یہہ ہی کہ زمانہ حال مین گناہ کو چھوڑ دے اور آیندہ عزم کرے کہ پھر کبھی وہ گناہ نکرونگا اور جو گناہ زمانہ گذشتہ مین ہو چکے ہین اونکا تدارک کرے اسکے واجب ہونے مین بھی کچھہ شک نہین ہی اسی طرح پشیمانی و رنج کرنا گناہ گذشتہ پر واجب ہی جب آدمی یہہ جان لیتا ہی کہ اتنی عمر خلاف مرضی و نافرمانی خدا مین گذری تو اوسکے بعد یہہ رنج ضرور ہی ہوتا ہی ـــ

باب ۲

توبہ کے فوراً واجب ہونے مین کچھہ شک نہین ہی اسلئے کہ گناہون کا مہلک سمجھنا نفس ایمان مین داخل ہی اور یہہ اوسیوقت واجب ہی اور عہدہ برائی اس واجب سے اوسیکو ہوگی جو اس بات کو اسی طرح جانکر گناہونسے باز رہیگا اور جو شخص گناہونسے باز نہین رہتا ہی اوسمین یہہ حصہ ایمان کا نہین ہوتا ہی یہی مراد ہی اس حدیث سے لا یزنی الزانی حین یزنی و ھو مومن اس سے معلوم ہوا کہ گنہگار ناقص الایمان ہوتا ہی اور ایمان ایک ہی چیز کا نام نہین ہی بلکہ کچھہ اوپر ستر قسم ہی جسکا اعلی شعبہ گواہی ہی کلمہ طیبہ کی اور ادنی شعبہ دور کرنا ایذا کو راہ سے سو جو شخص نری شہادت توحید و رسالت رکھتا ہی وہ ایسا ہی جیسے انسان مین روح تو ہو مگر ہاتھہ پاؤن آنکھہ و اعضاے ظاہر و باطن کچھہ نہون اسی طرح جو شخص باوجود اس شہادت کے اعمال مین قاصر ہی سو قریب ہی کہ درخت اوسکے ایمان کا ذرا سی باد تند سے جڑ سے اوکھڑ جاے یعنی وقت آنے ملک الموت کے جو ہولناک احوال پیش آتے ہین اونکے صدمات سے ایمان اوکھڑ جاتا ہی ایسا ایمان ضعیف برداشت اون جھوکونکی نہین کرسکتا یہہ ڈر ہی کہ اوسکا خاتمہ بالخیر نہو کیونکہ وقت خاتمہ کے وہ ایمان باقی رہتا ہی جسکی بنیاد ہمیشہ طاعات پر رہی ہوتی ہی اور آبیاری اعمال صالحات سے جڑ اوسکی مستحکم ہو گئی ہی

گنہگار جو اہل طاعت سے یہ بات کہا کرتے ہین کہ ہم مین تم مین کیا فرق ہی تم بھی مومن ہو اور ہم بھی مومن
ہین سو اسکی مثال ایسی ہی جیسے ایک درخت کدو نے درخت صنوبر سے کہا تھا کہ تو بھی پیڑ ہی اور مین بھی
مگر اوسنے بھی خوب ہی جواب دیا کہ اس نام کی شرکت کا مغالطہ تجکو جب معلوم ہوگا کہ خریف کی آندھی چلیگی تیری جڑ
اوکھڑ جاے گی اور پتے بکھر جاینگے تب تو جانیگا کہ شرکت نام سے تجکو دہوکا ہوا اور جس بات سے درخت بچا
رہتا ہی تو اوس سے غافل رہا قال تعالیٰ ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلہم کالذین
امنوا وعملوا الصالحات سواء محیاہم ومماتہم ساء ما یحکمون غرضکہ اس ایمان ضعیف کا حال
خاتمہ پر کہلتا ہی اسی لئے مصائب موت ومقدمات ہالکہ کے ڈر سے جگر عارفین کے ٹکڑے ہوے جاتے ہین
کیونکہ وہ ایسا وقت ہی کہ اوسمین بہت کم لوگ ثابت اوترے ہین خدا نخواستہ اگر خاتمہ بُرا ہوا تو ہمیشہ آگ
مین رہنا ضرور ہی کیونکہ ایمان کے حق مین گناہ مثل غذاے مضر کے بدن مین ہوتے ہین غذا معدے مین
جمع ہوکر مزاج اخلاط کو بدل دیتی ہی آدمی کو خبر بھی نہین ہوتی کہ ایکبارگی مزاج بگڑ کر بیمار پڑجاتا ہی اور
یکایک مرجاتا ہی یہی تاثیر گناہونکی ایمان پر ہوتی ہی جب یہہ حال ہی تو گنہگار کو چاہیئے کہ طرف توبہ کے شتابی کرے
ایسا نہو کہ گناہون کا زہر ایمانکی روح مین اثر کر جائے پھر ہاتھ سے اطبا رکے بھی علاج اوسکا نکل جاے
اوسکے بعد پھر نہ پرہیز اثر کرے نہ وعظ و نصیحت کام دے بلکہ اس آیت کا مصداق بنجاے انا جعلنا فی
اعناقہم اغلالا فہی الی الاذقان فہم مقمحون وجعلنا من بین ایدیہم سدا ومن خلفہم
سدا فاغشیناہم فہم لا یبصرون اور پھر کہین ایسا نہو کہ لفظ ایمان سے دہوکا کہا جاے اور کہنے لگے
کہ مراد اس آیت سے کفار ہین کیونکہ یہہ کہدیا گیا ہی کہ ایمان کہیں اوپر ستر قسم ہی اور یہہ کہ زانی حالت ایمان
مین زنا نہین کرتا اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص ایسے ایمان سے محجوب ہوگا جو کہ شاخ و فرع کی طرح ہی تو وہ
خاتمہ کے وقت اصل ایمان سے بھی محجوب ہوگا ۔

باب ۳

وجوب توبہ کا ہر شخص پر ہر حال مین عام ہی کوئی اوس سے قطعاً علیحدہ نہین ہی یہہ عموم وجوب کا اس آیت

ثابت ہی جسمین سارے مومنون کو خطاب عام فرمایا ہی توبوا الی اللہ جمیعاً اور گزر چکا کہ نور
بصیرت سے بھی اسیطرح سمجھہ مین آتا ہی سو یہہ توبہ مرد عاقل کرتا ہی بنائے عقل سن بلوغ پر پہونچنے سی پوری
ہو جاتی ہی آغاز اوسکا سات برس کی عمر کے بعد سے ظاہر ہونے لگتا ہی اور عقل کامل آدمی کی چالیس برس پر
پہونچنے سے ہوتی ہی غرضکہ جو شخص بالغ ہوا گر وہ کفر و جہالت پر ہی تو اوسپر ان باتون سے توبہ کرنا واجب
ہی اور اگر بہ تبعیت پدر و مادر مسلمان ہوا ہی مگر حقیقت اسلام سے غافل و جاہل ہی تو اوسپر اوس غفلت سے
توبہ کرنا لازم ہے اوسکو چاہیئے کہ معنی اسلام کے سمجھے کیونکہ ماں باپ کا اسلام اسکے کچھہ کام نہ آئیگا جب تک
کہ خود مسلمان نہ ہوگا پھر بعد فہم اسلام کے الفت شہوات و عادات سے رجوع کرنا اور حدود خدا سے آگے
نہ بڑھنا لازم ہی لیکن یہہ سب اقسام سے مشکل ہی اسمین اکثر لوگ عاجز ہو کر تباہ ہو گئے اس سے ثابت ہوا کہ توبہ
ہر آدمی کے حق مین فرض عین ہی ایسا کوئی آدمی خیال مین نہین آتا جسکو حاجت وپروا توبہ کی نہو بلکہ جسطرح
آدم اوس سے بے پروا نہ ہوسے اسیطرح اونکی اولاد بھی بے پروا نہین ہو سکتی ہی ۔

باب ۴

وجوب دوام توبہ کا بیان یہہ ہی کہ کوئی آدمی اعضا کے گناہ سے خالی نہین ہوتا ہی یہانتک کہ قرآن مین
انبیاء کی خطاؤن اور اونکی توبہ اور اونکے رونے کا ذکر قصورات پر موجود ہی پھر اگر کبھی آدمی اعضا کی
گناہ سے محفوظ رہتا ہی تو دل کے قصد گناہ کرنے سے نہین بچتا اور اگر دل مین بھی قصد نہ ہوا تو وسوسۂ
شیطان سے نہین بچتا کہ وہ دل مین طرح طرح کے خیالات پریشان ڈالتا رہتا ہی جنسے اللہ کی یاد مین
غفلت ہوتی ہی اور اگر وسواس سے خالی رہا تو اس بات سے تو نہ بچیگا کہ معرفت خدا و صفات و افعال
الٰہی مین اوس سے غفلت و قصور ہوگا اور یہہ سب باتین نقصان کی ہین ہر نقصان کا کوئی سبب ہوتا ہی
اوس سبب کا چھوڑنا اور اوسکی ضد اختیار کرنا اسی لیئے ہی کہ اوس نقصان سے طرف بہتری کے رجوع
کرے اور یہی غرض توبہ سے بھی ہی کیونکہ آدمی کے حق مین یہہ تصور نہین ہو سکتا کہ اس نقصان سے
خالی ہو البتہ مقدار نقصان مین لوگ متفاوت ہوتے ہین اصل نقصان ہر کسی مین کچھہ کچھہ موجود ہوتا ہے

اس سے زیادہ ادرکیا ہوگا کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہی انہ لیغان علی قلبی حتی استغفر اللہ فی الیوم واللیلۃ سبعین مرۃ ولہذا اسی نے کہا کہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر سوجب حضرت کا یہہ حال ہو تو پھر کسی دوسرے کی کیا ہستی ہی ف انسان ابتدای پیدایش مین اتباع شہوات سے ہرگز نہین بچتا اور ان سے توبہ کرنے سے یہہ غرض نہین ہے کہ پیروی کرنا شہوات کی آگے کو چھوڑ دے بلکہ کمال توبہ یہہ ہی کہ زمان ماضی کا بھی تدارک کرے اور حال مین بھی اُس سے باز رہے آدمی جس شہوت کا تابع ہوتا ہی اوس سے دل پر ایک تاریکی آجاتی ہی پھر پے در پے ہونے اتباع شہوات سے دل پر زنگ ہو جاتا ہی اس زنگ لگنے کا ذکر قرآن مین آیا ہی بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون اور جب کثرت سے زنگ لگ جاویگا تو دل پر مہر ہو جاویگی جیسے آئینہ پر بہت مدت تک زنگ چھوڑ دینے سے سورچہ ہو جاتا ہی اور آئینہ کو ایسا بگاڑ دیتا ہی کہ پھر وہ لایق صیقل وجلا کے نہین رہتا یہی معلوم ہوتا ہی کہ میل کا بنا ہوا ہی سوجسطرح واسطے صفا ر آئینہ کے اتنا کافی نہین کہ آگے کو اوسپر بھاپ اور سیاہی نہ ڈالین بلکہ مٹانا اگلی بھاپ اور زنگ کا واسطے نظر آنے صورت کے ضرور ہی اسیطرح واسطے جلاء دل کے بھی اتنا ہی کافی نہین ہی کہ اتباع شہوات کو آگے چھوڑ دے بلکہ ضرور ہی کہ جو تاریکی پہلے گناہونکی دل پر آگئی ہی اوسکو بھی مٹا دے اور جسطرح کہ دل پر سبب گناہ کے تاریکی آتی ہی اسیطرح طاعت وترک کرنے شہوت سے نور پیدا ہوتا ہی جس سے وہ تاریکی دور ہوتی رہتی ہی اسیطرف اس حدیث مین اشارہ فرمایا ہی اتبع السیئۃ بالحسنۃ تمحہا یعنی برائی کے پیچھے بھلائی کر یہہ بھلائی اوس برائی کو مٹا دیگی معلوم ہوا کہ بندہ کو ہر حال مین یہہ حاجت ہی کہ وہ گناہونکے آثار کو دل سے مٹانے کے لئے نیکیان کیا کرے اسلئے کہ آثار طاعات کے ضد ہین آثار ذنوب کے اول ہونگے تو پچھلے جاتے رہین گے یہہ اوس دل کا حال ہی جسمین اول صفا وجلا ہو مگر پھر اسباب عارضی سے تاریک ہو جاوے لیکن اول ہی اول جلا کرنا بہت محنت چاہتا ہی جیسے آئینہ پر سے زنگ اوٹھانا اتنا کام نہین مگر پہلے ہی میل اوسکا آئینہ بنانا بہت دیر ومحنت سے ہوتا ہے بہرحال یہہ اشتغال طول طویل کبھی آدمی سے علحدہ نہین ہوتے اور ان سب کا نام توبہ ہے اس سے

ثابت ہوا کہ آدمی ہر حال مین توبہ کا محتاج ہی رہی یہ بات کہ ہر حال مین توبہ واجب ہی اسکے کیا معنی
سو واجب ہونے کے دو معنی ہین ایک واجب تو وہ ہی جو احکام شرع مین مشہور ہی او سمین سب لوگ
شریک ہوتے ہین اگر وہ سب اوسکو کرتے رہین تو پہر نظام عالم مین خلل نہو جیسے نماز روزہ حج زکوۃ
دوسرا واجب وہ ہی جو مقام صدیقین و قرب الٰہی تک پہونچنے کے لئے ضروری ہی سو بعض چیزین ایسے
توبہ کیجاتی ہی وہ سب اس درجہ کے پہونچنے کے لئے واجب ہین غرضکہ اصل واجبات سے جو سب لوگون پر
واجب ہین فقط نجات ملتی ہی جسکو نجات کو مثل حیات محض کے خیال کرنا چاہیئے اور جو اور سعادات سوا
نجات محض کے ہین اونکو بجاے اعضا کے سمجھنا چاہیئے کیونکہ خوبی نجات کی اونہین سے ہی اور انہین کے
لئے انبیا اور اولیا علما اکابر سعی کرتے رہے اور اونہین کے حاصل ہونے کے لئے سارے لذاید دنیا کو یکبارگی
چھوڑ دیا کیونکہ اونکے دل مین یہ بھید تھا کہ عوام کا حکم اور ہی اور طریق آخرت کا خطرہ اور سوا اُن لوگون کے
حالات مین تامل کرنا چاہیئے اور اونکو سوچکر ایکبار تو متعلقات زندگی دنیا سے بچنا ضرور ہی اور اللہ پاک
پر مغالطہ کھانے سے ہزار بار بچنا لازم ہی یہ وہ بھید ہین کہ اگر کسی شخص کے دماغ مین اونکی بو پہنچ جاتی
ہی تو وہ سمجھ جاتا ہی کہ راہ خدا کے لیئے ہر شخص پر ہر دم توبہ نصوح کرنا واجب ہی اگرچہ عمر نوح پاوے اور
تو بہی فوراً بلا تاخیر و مہلت بجا لائے **ف** آدمی اگر غور کرے تو ہر ایک ساعت بلکہ ہر ایک سانس ایک
جوہر نفیس ہی جسکا عوض و بدل نہین کیونکہ اوسمین یہ صلاحیت ہی کہ آدمی کو سعادت ابدی تک پہنچا دے
اور شقاوت ابدی سے بچا وے اس سے بڑھکر اور کونسا جوہر نفیس ہوگا جب آدمی ایسے جوہر بے بہا کو
غارت کر دے تو ظاہر ہی کہ بڑا ہی خسارہ ہی اور اگر اوسکو معصیت خدا مین ضایع کیا ہی تو بالکل اپنی
بربادی ہی کی ہی آدمی اگر اس مصیبت پر نہ روئے تو یہ جہالت ہی اور جہالت سارے مصائب سے بڑھکر
ہوتی ہی مگر جاہل کو یہ مصیبت معلوم نہین ہوتی کیونکہ خواب غفلت درمیان اوسکے اور معرفت کے حائل ہی
ہان جب موت آئے گی تب آنکھ کھلے گی اوسوقت مفلس کو اپنے افلاس کی اور مصیبت زدہ کو اپنی مصیبت
کی خبر ہوگی مگر اوسوقت کہان تدارک ہو سکتا ہی ہان اگر اللہ نے اوسکی تقدیر مین اچھا لکھ رکھا ہی تو روح
توحید پر نکلے گی اسیکا نام حسن خاتمہ ہی اور اگر معاذ اللہ سابقہ ازلی مین قلم شقاوت اوسکے نام جاری ہو چکا ہی

تو پرواز روح کا حالت شک و اضطراب پر ہوگا اور یہہ خاتمہ بد ہی اسی خاتمہ کے حق مین یہہ آیت آئی ہے
ولیست التوبة للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدهم الموت قال انی تبت الان
اور یہہ فرمایا ہی انما التوبة علی الله للذین یعملون السوء بجهالة ثم یتوبون من قریب اسکا مطلب
یہہ ہی کہ زمانہ توبہ کا زمانہ گناہ سے متصل ہو یعنی اگر گناہ ہو جاوے تو فورا اوسپر نادم ہو کر بعد اوسکے عمل نیک بجا لاوے
ایسا نہ ہو کہ زیادہ مدت گذرنے سے دلپر اوس گناہ کا زنگ جم جاوے اور پھر وہ قابل محو ہونے کے نرہے اسی لیے
حضرت نے کہا ہی اتبع السیئة الحسنة تمحها حکایت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا توبہ مین دیر نکر
کیونکہ موت ناگہان آتی ہی جو شخص توبہ مین جلدی نہین کرتا اور آجکل پر ٹالتا رہتا ہی وہ دو بڑے خطرون مین
مبتلا ہوتا ہی ایک تو یہہ کہ ظلمت ذنوب اگر پیا پیہ دلپر آئیگی تو زنگ و مہر ہوکر پھر لایق محو کے نہ رہیگی دوسرے
یہہ کہ اگر اس اثنا مین کہین بخیہ مرض یا موت مین اسیر ہو گیا تو مہلت تدارک کی نہ ملے گی اسیلیے تو یہہ کہا ہے
ان اکثر صیاح اهل النار من التسویف اور جو شخص ہلاک ہوتا ہی وہ غالبا اسلیے ہی کہ سبب ہونے تاخیر
دل کا سیاہ ہونا تو سردست و دم نقد ہی طاعت سے اوسکا جلا کرنا او دشوار ہی یہانتک کہ موت آ دابے اور
سامنے اللہ کے دل کا روگ لیکر جانا پڑے حالانکہ نجات اوسی آدمی کی ہوگی جسکے دل مین روگ نہین ہے
دل بندہ کے پاس ایک امانت ہی اللہ کی اور زندگی بھی اوسکی امانت ہی اسی طرح سارے طاعات امانت الٰہی
ہین جو شخص امانت مین خیانت کریگا اور اس خیانت کا تدارک نکریگا اوسکا انجام خطرناک ہی ۔

باب ۵

توبہ مین جب سب شرطین جمع ہو جاتی ہین تو وہ توبہ ضرور ہی مقبول ہوتی ہی آدمی نے جب معنی قبول کے
سمجھ لیے تو پھر اس بات مین کچھ شک نہین رہتا کہ ہر ایک توبہ صحیح مقبول ہوتی ہی جو لوگ نور بصیرت سے
دیکھتے ہین اور انوار قرآنی سے فیضیاب ہین وہ جانتے ہین کہ قلب سلیم یعنی وہ دل جس مین کچھ روگ
نہین نزدیک اللہ کے مقبول ہوتا ہی اور آخرت مین وہ قرب خدا سے لذت اوٹھائیگا اور آدمی دل مین
لیاقت اس بات کی ہوتی ہی کہ وہ اپنی چشم غیر فانی سے اللہ کو دیکھے اور وہ یہہ بھی جانتے ہین کہ باعتبار

اصل فطرت کے دل بے روگ پیدا ہوتا ہی اوسکی سلامتی فقط انھین گناہونکی تاریکی اور غبار کے چھاجانے
سے جاتی رہتی ہی اور یہہ بھی معلوم ہی کہ ندامت کی آگ اوس کدورت کو جلا دیتی ہی اور نور حسنات کا ظلمت
سئیات کو چہرہٗ دل سے دور کر دیتا ہی پھر سامنے اوس نور کے ظلمت معاصی کو کچھ تاب نہین رہتی جیسے
رات کا اندھیرا سامنے دن کے اوجالے کے کچھ حقیقت نہین رکھتا یا جیسے کدورت میل کچیل کی سامنے
سفیدی صابون کے باقی نہین رہتی اور جسطرح بادشاہ میلا کپڑا اپنے پہننے کے لئے پسند نہین کرتا
اسیطرح بادشاہ حقیقی قلب مکدر کو اپنے قریب رہنے کے لئے پسند نہین فرماتا تو اب بندہ پر لازم ہے
کہ دل کو صاف پاک لایق قبول کے رکھے اسی قبول کا نام فلاح ہی قد افلح من زکاها اور جو شخص
بطور تحقیق اسبات کو نہین جانتا ہی وہ دین سے ناواقف ہی فقط پوست پر قانع ہی اوسنے نرا نام دین کا
سن لیا ہی حقیقت دین سے اوسکے دل پر بڑا گاڑھا پردہ پڑا ہی بلکہ وہ اپنے دل کی حقیقت وصفت
سے بھی جاہل ہی اور جسنے دل ہی کو نجانا تو پھر وہ کسی اور شی کو کیا جانیگا سو جسکو یہہ وہم ہی کہ توبہ
صحیح و درست بھی قبول نہین ہوتی ہی تو وہ ایسا ہی جیسے کوئی یہ وہم کرے کہ سورج نکلنے سے اندھیرا
نہین جاتا یا صابون سے کپڑا دہونے سے میل دور نہین ہوتا ہان اگر میل کی تہ جمکر کپڑے کے جگر مین
گھس جاویگی تو پھر صابون سے وہ دور نہ ہوگی اسی طرح اگر لگاتار گناہونکے ہونے سے دلپر زنگ و
مہر ہو جائیگی تو ایسا دل نہ رجوع کرتا ہی نہ توبہ بلکہ کبھی زبانسے توبہ توبہ کہتا ہے سو اس سے کیا ہوتا ہے
یہہ تو ایسی بات ہی جیسے دہوبی زبانسے کہے کہ میں نے کپڑا دہو ڈالا سو اس کہنے سے اوس کپڑے کا میل
صاف نہین ہوتا جبتک کہ میل چھڑانے کی چیز استعمال مین نہ لائی جاے اکثر لوگ جو دنیا پر جھکے ہوے ہین
اور الله سے پھرے ہوے اونکا یہی حال ہی کتاب وسنت مین جو فضائل توبہ کے آئے ہین وہ اون لوگونکے
حق مین ہین جو شروط توبہ کے مستعمل ہین نہ اونکے حق مین جو فقط زبان سے لفظ توبہ و استغفار کا کہتے ہین اور
گناہ بدستور کیئے جاتے ہین کیونکہ ایسی توبہ خود ایک گناہ محتاج توبہ ہی اتنا بیان واسطے قبول توبہ کے کافی
ہی لیکن جب بات پر کتاب وسنت کی دلیل نہین ہوتی ہی اوسکا کچھ اعتماد نہین ہوتا اسلیئے ہم اشارہ طرف
بعض ادلہ آیات واخبار کے کرتے ہین الله نے فرمایا هو الذی یقبل التوبة عن عباده اور فرمایا

غافر الذنب و قابل التوب اور حدیث مین آیا ہی لله افرح بتوبة عبده الخ یعنی اللہ بندہ کے توبہ کرنے سے
بہت خوش ہوتا ہی اور ظاہر ہو کہ خوشی کا مرتبہ قبول سے بڑھ کر ہے اور حدیث مین آیا ہی کہ اگر تم اتنی خطائین
کرو کہ آسمان تک پہنچ جائین پھر نادم ہو تو بھی اللہ تعالی توبہ قبول کریگا رواہ ابن ماجة عن ابی ھریرۃ
معنا ہ اور فرمایا کہ کفارہ گناہ کا توبہ ہی اور کہا تائب گناہ سے مانند بیگناہ کے ہی محو التوبہ مین
آیات و احادیث کثیرہ اسباب کے لکھے گئے ہین سعید بن المسیب نے اس آیت مین کان للاوابین غفورا
کہا ہی کہ یہہ آیت اوس شخص کے حق مین ہی جو گناہ کرے پھر توبہ کرے پھر گناہ کرے پھر تائب ہو فضیل نے
اس حدیث قدسی کو روایت کیا ہی کہ گناہگارونکو خبر دو سنا دو اگر وہ توبہ کرینگے تو مین قبول کرونگا
اور صدیقین کو ڈرا دو کہ اگر اونپر مین اپنا عدل کرونگا تو عذاب دونگا طلق بن حبیب نے کہا اللہ کے
حق اتنے بڑے ہین کہ بندونسے ادا نہین ہو سکتے مگر صبح کو توبہ کرتے ہین شام کو توبہ کرتے ہین اسلئے
امید عفو ہی ابن عمر نے کہا کہ جسنے کوئی قصور کیا ہو وہ اوسکو یاد کر کے دل مین خائف ہو تو وہ قصور
اوسکے نامہ اعمال سے محو ہو جاتا ہی **حکایت** ایک نبی بنی اسرائیل سے کچھہ قصور ہو گیا تھا اللہ نے
وحی کی کہ مجھے قسم ہی اپنی عزت کی اگر تونے پھر ایسا کیا تو مین تجکو عذاب دونگا اونھون نے عرض کیا الٰہی
تو تو ہی اور مین مین ہون قسم ہی تیری عزت کی اگر تو مجکو نہ بچا دیگا تو بیشک مجھسے دوبارہ قصور ہوگا
اللہ نے اونکو دوبارہ قصور ہونے سے بچا دیا بعض اکابر نے کہا بندہ کبھی گناہ کرتا ہی پھر مدت العمر نادم
رہتا ہی یہانتک کہ جنت مین چلا جاتا ہی تب شیطان کہتا ہی کہ کیا اچھا ہوتا جو مین اسکو گناہ مین نہ پھانستا حبیب
بن ثابت نے کہا بندہ پر دن قیامت کے اوسکے گناہ پیش کئے جائینگے جو خطا اوسکے سامنے آئیگی وہ
یہہ کہیگا کہ مین اسی گناہ سے ڈرا کرتا تھا اسی پر اوسکا قصور معاف ہو جائیگا **حکایت** ایک شخص نے
ابن مسعود سے کہا کہ مینے ایک گناہ کیا ہی میری توبہ بھی قبول ہو گی کہ نہین اونھون نے اوسکی طرف سے
منہ پھیر لیا پھر متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ جنت کے آٹھہ دروازے ہین سب کھلتے اور بند ہوتے ہین مگر
ایک دروازہ توبہ کا کہ اوسپر ایک فرشتہ مقرر ہی وہ بند نہین ہوتا تو عمل کر اور نا امید نہ ہو ہ

گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ	باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ		این درگہ ما درگہ نومیدی نیست

حکایت مجلس عبدالرحمن بن ابی القاسم مین ایکبار ذکر توبہ کا فرکا اور اس ایت کا آیا ان ینتھوا یغفر لھم ما قد سلف کہا مجھے توقع ہی کہ مسلمان کا حال نزدیک اللہ کے اچھا ہو مجھے یہہ بات پہنچی ہی کہ مسلمان کا توبہ کرنا ایسا ہی جیسے اسلام کے بعد پھر اسلام لانا عبداللہ بن سلام نے کہا مین تمسے جو بات کہتا ہون وہ یا تو نبی مرسل سے سنی ہوی کہتا ہون یا کتاب آسمانی سے دیکھی ہوی وہ یہہ ہی کہ بندہ بعد گناہ ہو جانے کے اگر ایک لمحہ ندامت کرتا ہی تو پل مارنے سے بھی جلد تر وہ گناہ اوس سے دور ہو جاتا ہی عمر رضی نے کہا تم پاس توبہ کرنیوالونکے بیٹھو اسلیے کہ اونکے دل بہت نرم ہوتے ہین **حکایت** بعض سلف نے کہا ہی مجھے خوب معلوم ہو جاتا ہی کہ اللہ کب میری مغفرت کریگا پوچھا کیونکر کہا جب میری توبہ قبول کریگا بعض نے کہا اگر مین توبہ سے محروم ہون تو زیادہ ڈرتا ہون بہ نسبت اسکے کہ مغفرت سے محروم رہون یہہ اسلیے کہ توبہ کو مغفرت لازم ہی توبہ قبول ہوگی تو مغفرت بھی ہو جائیگی **حکایت** بنی اسرائیل مین ایک جوان تھا جسنے بیس برس عبادت کی تھی پھر بیس برس تک اللہ کی نافرمانی کی پھر آئینہ مین دیکھا تو داڑھی مین سفیدی نظر آئی اور برا معلوم ہوا کہا ای رب مینے بیس برس تک تیری طاعت کی اور بیس برس تک نافرمان رہا اب اگر مین اپنی حرکات سے باز آکر تیری طرف رجوع کرون تو تو قبول کرے گا ایک آواز سنی اور قائل کو نہ دیکھا مطلب اوسکا یہہ تھا کہ تو نے ہمسے دوستی کی تو ہمنے بھی تجھے دوست رکھا جب تو نے ہمکو چھوڑ دیا تو ہمنے بھی تجکو چھوڑ دیا تو نے نافرمانی کی ہمنے بھی تجھے مہلت دی اب اگر تو رجوع کریگا تو ہم قبول کرین گے اس سے کوئی یہہ نسمجھے کہ اللہ پر قبول کرنا توبہ کا واجب ہی بلکہ ہماری مراد یہہ ہی کہ اللہ نے طاعت کو کفارہ گناہ کا ٹھیرایا ہی اور نیکی کو مٹانے والا بدی کا بنایا ہی اور اوسکی قدرت سے اسکے خلاف کی بھی گنجایش ہی اگر اوسکی مشیت ازلی بھی یون ہی ہو کیونکہ اللہ پر کوئی چیز واجب نہین ہی ہان جب چیز کا ارادہ اوسنے ازل مین کرلیا ہی اوسکا ہونا ضرور ہے اور توبہ مین اکثر شرائط اوسکے موجود نہین ہوتے اسلیے اوسکے قبول مین شک رہتا ہی بہرحال جس چیز سے توبہ ہوتی ہی وہ گناہ صغیرہ و کبیرہ ہین خواہ دل کے گناہ ہون یا اعضا کے دل کے ۲۷ گناہ کبیرہ ہین اور اعضا کے ۱۳ گناہ کبیرہ ہین ان گناہون کا بیان

کتاب زواجر مین بہت تفصیل کے ساتھہ لکھا ہی جسکو ہمنے دو رسائل اردو مین ترجمہ کیا ہی ایک کا نام
قوادع الانسان عن اتباع خطوات الشیطان ہی دوسرے کا نام قواطع البشر عن انواع الشر
ہی توبہ کے معنی گناہ ترک کرنے کے ہین اور کسی چیز کا ترک کرنا جب ہی ممکن ہی کہ اوسکو جان لے اور چونکہ
توبہ واجب ہی تو جس چیز سے درجہ توبہ تک پہنچتے ہین وہ بھی واجب ہی اس سے ثابت ہوا کہ پہچاننا گناہونکا
واجب ہی گناہ اوس چیز کو کہتے ہین جو کسی کام کے کرنے یا نکرنے مین مخالفت حکم خدا کی پائی جاوے اور
اسکی تفصیل مقتضی اس بات کی ہی کہ تمام احکام خدا کو ابتدا سے انتہا تک بیان کیا جاوے سو اسجگہ یہہ مقصود
ہمارا نہین ہی اسکے لئے تو کتب سنت علحدہ موجود ہین اور رسالۂ محاسن الاعمال و مکارم الاخلاق
کسیقدر متکفل اس بیان کا ہی اور نیز رسالۂ طبقات العباد مین ان اقسام گناہ کو بطریق اجمال
لکھا گیا ہی مومن راغب طرف ان رسائل کے مراجعت کر سکتا ہی اسلئے کہ یہہ رسائل طبع ہوکر شایع
ہو چکے ہین اور باسانی میسر آسکتے ہین لیکن اگر ہمت قاصر ہو تو پھر کچھہ فائدہ اس نشاندہی کا نہین ہی۔

باب ۶

توبہ اوس ندامت کو کہتے ہین جو موجب عزم و قصد کے ہو سو یہہ ندامت اس وجہ سے ہوتی ہی کہ علم
گناہونکے حائل ہونے کا درمیان اپنے اور محبوب کے ہو جاتا ہی ان تینون اجزاء توبہ یعنی علم
و ندامت و عزم کے لیئے دوام و کمال ہوتا ہی ندامت دل کے درد کا نام ہی جو اس اطلاع سے کہ محبوب
فوت ہو گیا پیدا ہوتا ہی اسکی شناخت حسرت و اندوہ سے کہ ان کا ہونا آنسوؤن کا بہنا بہت سا رونا
فکر مین رہنا ہی جسطرح کوئی کسی عزیز قریب کی مصیبت سے واقف ہوکر رنج و غم کرتا ہی اور بیچین ہو
جاتا ہی سو نفس سے زیادہ کونسا عزیز ہے اور آتش دوزخ سے بڑھکر کونسی بلا ہی اور گناہ ہونسے زیادہ
کونسی دلیل نزول عذاب کی ہی اور خدا و رسول سے بڑھکر کونسا مخبر صادق ہی اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو
اپنے حال پر سب سے زیادہ اندوہ و حسرت کرنا چاہیے جسقدر رنج و ندامت زیادہ ہوگا اوتنا ہی گناہونکے
دور ہونے کی توقع زیادہ ہوگی ایک پہچان یہہ ہی کہ بدلے حلاوت معاصی کے تلخی گناہونکی دل مین

جم جائے رغبت کے عوض نفرت اور میل کے عوض کراہت آنے لگے، جب تک یہہ اعتقاد نہ ہوگا
تب تک توبہ صحیح نہ ہوگی اور چونکہ ایسا ایمان بہت کمیاب ہی اسلئے وجود توبہ اور تائبین کا بھی نہایت
کمیاب ہوگیا ہی سب کا یہی حال ہی کہ اللہ کی طرف سے روگردان اور گناہون پر مصر اور توبہ سے کاہل و سست
ہین غرضکہ شرط کمال ندامت کی یہی ہی جو مذکور ہوئی اسکی مداومت موت تک چاہیئے یہ تلخی سب گناہون
مین یکسان ہو گو پہلے انکا مرتکب نہ ہوا ہو تائب آدمی کا نقصان کسی خاص گناہ سے جیسے زنا و چوری
کچھ اس وجہ سے نہین ہوتا ہی کہ یہہ امر اس شخص سے صادر ہوا بلکہ اس وجہ سے ہی کہ اس شخص سے
مخالفت امر الہی کی ہوئی اور یہہ بات ہر ایک گناہ مین موجود ہی باقی رہا قصد جو ندامت سے پیدا ہوتا
ہی یعنی ارادہ تدارک سو اوسکو تینون زمانون سے تعلق ہی ارادہ تدارک زمانہ حال مین اسبات کا موجب
ہی کہ جو امر ممنوع اب کر رہا ہی اوسکو چھوڑ دے اور جس فرض کے ادا کرنے پر متوجہ ہی اوسکو ادا کرے
اور تعلق زمانہ ماضی سے اسبات کا مقتضی ہی کہ جو قصور پہلے ہوگیا ہی اوسکا تدارک کرے اور زمانہ آئندہ
سے اسبات کا خواہان ہی کہ موت کے وقت تک مدام طاعت کرتا رہے اور گناہ کا تارک ہو اور شرط
توبہ کی باعتبار زمانہ ماضی کے یہہ ہی کہ سوچکر یہہ بات معلوم کرے کہ مین کس روز بالغ ہوا تھا خواہ عمر
کی رو سے یا احتلام کی رو سے جب یہہ بات معلوم ہوجاے تو روز بلوغ سے اسوقت تک جتنی عمر
اسکی ہوئی ہی اوسکا ایک ایک سال اور مہینا اور دن اور سانس تلاش کرے کہ اونمین کس طاعت کے
اندر مجسے قصور ہوا یا کتنے گناہ مجھسے صادر ہوے جب یہ جان لے کہ کوئی نماز نہین پڑھی یا ناپاک
کپڑے مین پڑھی تھی یا بسبب ناواقفیت نیت کے بدون نیت صحیح کے ادا کی تھی تو اون نماز کو پھر سرے
سے پڑھے اور اگر گنتی نماز فوت شدہ کی معلوم نہ ہو تو مدت بلوغ سے حساب کرکے جتنی نمازین یقینًا ادا
کی ہون اونکی تعداد چھوڑکر باقی کو قضا کرے اور تعداد باقی کی غالب ظن اور اٹکل سے مقرر کرلے
یہہ جائز ہی اور اگر روزہ حالت سفر مین افطار کیا ہو اور پھر اوسکے عوض کا نہ رکھا ہو یا قصدًا افطار
کیا ہو یا رات کو نیت نہ کی ہو تو اسطرحکے جتنے روزے ہون اونکا شمار تخمین اور اٹکل سے کرکے اونکو
قضا کرے اور زکوۃ اگر ندی ہو تو اپنے سارے مال کو دیکھے کہ کب سے میری ملک مین آیا ہی

پہر حساب سے جتنی از روے ظن غالب نکلے اوسکو ادا کرے اور حج کا حال یہہ ہی کہ اگر کسی برس
مین اوسکو قدرت حج کی تھی مگر نکیا اور اب مفلس ہوگیا ہی تو اوسپر جانا حج کو واجب ہی اگر افلاس کے
سبب سے نہین جا سکتا ہے تو بقدر زاد کے مال حلال کما لے اور اگر مال نہ ہو یا کوئی تدبیر کمائی کی
جانتا نہو تو لوگونسے کہے کہ مجکو اپنے زکوۃ و صدقات مین سے اتنا دو کہ حج ہو سکے اسلیے کہ یہہ شخص
اگر بدون حج کے مرجایگا تو گنہگار مریگا حدیث مین آیا ہی من مات ولم یحج فلیمت ان شاء
یہودیاً وان شاء نصرانیاً اور بعد قدرت کے جو عاجز ہوگیا اوس سے فرضیت حج کی
ساقط نہین ہوتی یہہ طریقہ ہی تفتیش طاعات کا اور اونکے تدارک کا اور گناہونکی صورت یہہ ہی کہ شروع
بلوغ سے توبہ کے دن تک سب اعضا کان آنکھ زبان پیٹ ہات پاؤن شرمگاہ کے گناہ چھوٹے بڑے
تمام ایام و ساعات مین سوچے اور دفتر معاصی کو کھولکر جدے جدے گناہ پر واقف ہو پہر یہہ دیکھے
کہ ان گناہون مین فقط حقوق خدا کے کتنے ہین جو گناہ اسطرح کے پاے جیسے غیر محرم کی طرف نگاہ کرنا یا جنابت
کی حالت مین مسجد مین بیٹھنا بے وضو قرآن کا چھونا یا کسی بدعت کا معتقد ہونا شراب پینا مزامیر سنا
وغیرہ ذنوب جنکا تعلق حقوق عباد سے نہین ہی تو ایسے گناہونسے توبہ کرنا یون ہوتا ہی کہ اونپر ندامت
وحسرت کرے اور ہر گناہ کے لیے ایک مقدار بڑے ہونے کی مقرر کرلے اور ایک مدت بھی ہر ایک کے لئے
ٹھیرا لے اب ہر ایک کے عوض ایسی نیکی کرے جو مقدار و مدت مین برابر مقدار و مدت اوس گناہ کے
ہو اس حساب سے جتنی برائیان ہونگی اوتنی ہی نیکیان کرنی پڑینگی اسکی دلیل یہہ حدیث ہی اتق اللہ
حیث کنت واتبع السیئة الحسنة رواہ الترمذی عن ابی ذر بلکہ یہہ آیت ہی ان الحسنات
یذہبن السیئات تدارک کی مثال یہہ ہی کہ اگر مزامیر سنے ہون تو عوض اونکے اوتنی ہی دیر تک قرآن
یا وعظ یا ذکر سنے اور اگر مسجد مین ناپاک بیٹھا ہی تو اوتنی ہی دیر تک بہ نیت اعتکاف مسجد مین بیٹھکر مشغول
عبادت ہو اور اگر بے وضو مصحف کو ہات لگایا ہی تو اوسکی تعظیم زیادہ کرے اور کثرت سے اوسکو
پڑہے بوسہ دے بلکہ اپنے ہات سے ایک قرآن مجید لکھکر وقف کرے اور اگر شراب پی ہی تو مال حلال
سے صدقہ کرے سب گناہون کا شمار غیر ممکن ہی مقصود یہی ہی کہ جو طریق گناہونکے خلاف ہو اوسکو

بجالاے کیونکہ مرض کا علاج اوسکی ضد سے ہوتا ہی تو جو ظلمت دل پر کسی گناہ سے آگئی ہی وہ بجز
ایسی نیکی کے جسکا نور مقابل اوس گناہ کے ہو دور نہین ہو سکتی ہی اسلیئے ہر گناہ کو اوسی طرح کی نیکی
سے دور کرنا چاہیے اسطرح کے عمل کرنے سے توقع دور ہونے گناہونکی زیادہ بندہتی ہی بہ نسبت اسکے
کہ ایک ہی طرح کی عبادت پر مواظبت کرے گو یہہ بھی محو ذنوب مین خالی از تاثیر نہین ہی رہی
یہ بات کہ گناہ اپنی ضد سے کیون دور ہو جاتا ہی سو اسکی وجہ یہہ ہی کہ دنیا کی محبت تمام گناہون کی
جڑ ہی اس محبت کا یہہ اثر ہی کہ دنیا سے خوش ہو کر اوسکی طرف مشتاق ہو تو جب کوئی ایسی مصیبت
کسی مسلمان پر پڑے کہ جس سے دل اوسکا دنیا سے علحدہ ہو تو وہ بھی اوسکے حق مین ایک کفارہ ہوگا
کیونکہ رنج و غم سے ضرور دل دنیا سے الگ ہو جاتا ہی جسطرح حدیث ابو ہریرہ مین آیا ہی کہ بعضے
گناہ ایسے ہین کہ اونکا کفارہ فقط رنج ہی ہوتا ہی رواہ الطبرانی و ابو نعیم و الخطیب
بسند ضعیف اور حدیث عایشہ مین فرمایا ہی کہ جب بندے کے گناہ زیادہ ہوتے ہین اور اعمال واسطے
اونکے کفارہ کے نہین ہوتے تو اللہ اوسپر بہت رنج ڈالتا ہی وہی اوسکے گناہون کا کفارہ ہو جاتے ہین
بعض نے کہا ہے جو رنج بندہ کے دلپر آتا ہی اور وہ اوسکو نہین پہچانتا وہ گناہونکی تاریکی ہی اونسے رنج کرنا
یون ہوتا ہی کہ دل حساب کے لئے توقف کرے اور حشر کی دہشت سے واقف ہو رہی یہہ بات کہ انسان
کو اکثر رنج مال و اولاد و جاہ کا ہوتا ہی اور یہہ گناہ ہی پھر گناہ کا کفارہ گناہ کسطرح ہوگا اسکی صورت یہہ ہی
کہ ان چیزونکی محبت گناہ ہی اور انسے محروم رہنا اسکا عوض ہی اگر مقتضاے محبت متمتع ہوتا تو پورا قصور
ہوتا معلوم ہوا کہ رنج بھی خدا کے حقوق کا کفارہ ہو جاتا ہی یہہ بیان متعلق بہ حقوق خدا تعالے ہے حقوق
عباد سو اونمین بھی اللہ کا حق ہوتا ہی کیونکہ اللہ نے بندونپر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہی سو جو شخص کسی پر
ظلم کریگا وہ اللہ کی مخالفت پہلے کریگا غرضکہ جو حقوق اس قسم کے ہون تو اونمین سے حقوق الٰہی کا
تدارک تو یہہ ہی کہ ندامت و حسرت کرے اور آیندہ ویسا کام نہ کرے اور جو نیکیاں اون قصورونکی ضد
ہین اونکو بجالاے مثلاً اگر لوگونکو ستایا ہو تو اونپر احسان کرے اور مال چھین لیا ہو تو اپنا مال حلال
اوسکے کفارہ کے لیئے خیرات کرے اور اگر کسیکی غیبت یا طعن و تشنیع کی ہی تو اوسکی ثنا کرے بشرطیکہ

دیندار ہو اور اپنے ہمسر ونکی جو بات اچھی ہو ظاہر کرے اگر کسی کو قتل کیا ہی تو بردہ آزاد کرے سے آئین
بھی گویا ایک طرحکا زندہ کرنا پایا جاتا ہی اسلئے کہ یہہ ایجاد بمقابلہ فنا کرنے کے ہو یہہ بیان حقوق عباد مین
اتنا ہی کافی اور موجب نجات کا نہین ہوتا ہی کہ فقط ندامت وحسرت کر لے یا اوسکے مقابل نیکی کر لے بلکہ اسکے
لئے حقوق عباد کا ادا کرنا بھی ضرور ہی اور یہہ حقوق یا تو متعلق جان سے ہوتے ہین یا مال یا عزت یا دل
سے اور متعلق دل سے غرض ہماری ایذاے محض ہی سو اگر جان پر ظلم ہوا ہی جیسے قتل خطا ہو گیا تو اوسکی توبہ یہ ہی
کہ اوسکی دیت اپنے پاس سے دے یا رشتہ دار ولسے دلاسے جب تک دیت نہ دیگا خطا سے بری نہ ہوگا
اور اگر قتل عمد کیا ہی تو پھر توبہ اوسکے قصاص ہونے سے قبول ہوگی اور اگر حال قتل کا کسینے نہ جانا
تو قاتل پر واجب ہی کہ ولی مقتول سے جا کر کہدے اور اپنی جان اوسکے اختیار مین دیدے چاہے
وہ معاف کرے یا مار ڈالے بدون اسکے وہ کسیطرح بری الذمہ نہ ہوگا اور اسکا چھپانا ہرگز درست
نہین ہی اور اسکی صورت ایسی نہین ہی جیسے زنا چوری شرابخواری رہزنی یا کسی اور فعل کی ہوتی ہی
جسپر اللہ نے کوئی سزا مقرر کر دی ہی ان صورتون مین توبہ کے لئے یہہ ضرور نہین کہ اپنے نفس کو
رسوا کرے اور پردہ کو فاش کر دے اور ولی سے سوال کرے کہ جو حکم خدا کا ہی وہ تو مجھپر جاری کر
بلکہ واجب یہہ ہی کہ جیسے اللہ نے اسکا پردہ کیا ہی ویسا ہی رہنے دے اور اپنے نفس پر ان اعمال
کی سزا قایم کرے نفس کے لئے طرح طرح کے مجاہدے اور عذاب تجویز کرے کیونکہ محض حقوق خدا
کا عفو توبہ وندامت سے ہو سکتا ہی اور اگر ان صورتون مین بھی حاکم تک نوبت پہنچایگا اور اپنے
اوپر حد جاری کرائیگا تب بھی یہہ توبہ صحیح اپنے موقع پر ہوگی اور اللہ کے نزدیک مقبول ٹھیریگی جسطرح کہ
ماعز و غامدیہ نے حد زنا یعنی رجم کو اپنے اوپر جاری کرایا جب خالد بن ولید نے غامدیہ کو گالی دی تو
حضرت نے فرمایا خالد تم گالی مت دو واللہ ا سنے وہ توبہ کی ہی کہ اگر ایسی توبہ صاحب مکس کرے
تو اوسکی بھی مغفرت ہو جاے الحاصل حقوق خدا کی توبہ تو بدون معافی کرانے بندونکے بھی ہو سکتی ہی
مگر قصاص وحد قذف مین شخص مستحق کو اپنے اوپر اختیار دینا ضرور ہی اور مال کا حال یہہ ہی کہ اگر
کسیکا مال غصب یا خیانت یا کسی معاملہ مین غبن کیا ہی جیسے کسیکو فریب دیا ہو یا چیز کا عیب خریدار سے چھپایا ہو

یا کھوٹا روپیہ پیسہ چلا دیا ہو یا مزدور کی اُجرت کم دی یا نہ دی ہو تو ایسے سب گناہونکی تلاش واجب ہی
ان مین کچھ قید حد بلوغ کی نہین ہی بلکہ روز ولادت سے توبہ کے دن تک جو مال اسطرح آیا ہی سب کو
تلاش کر لے اسلئے کہ لڑکے کے مال مین اگر اسطرح کا مال آجاویگا تو بعد بلوغ کے اوسکا علیحدہ کرنا
واجب ہی بشرطیکہ اوسکے ولی نے اوسمین کوتاہی کی ہوگی اور اگر بعد بلوغ ایسا نکریگا تو ظالم ٹھیریگا
اور اوسکی بازپرس ہوگی حقوق مالی مین لڑکا اور جوان سب یکسان ہین اسلئے زمان پیدائش سے
توبہ کے دن تک کوڑی کوڑی کا حساب کر لے ایسا نہ ہو کہ یہ حساب قیامت پر جا پڑے جو کوئی اپنا حساب
یہان نہین کرتا ہی اوسکا حساب وہان بہت لمبا ہوگا پھر اس حساب کے بعد جتنا مال اسکے ذمہ پر نکلے جس
کسی کا ہو آسامیوار لکھے اور شہر و دیار مین گھوم کر جستجو صاحب مال کی کرکے ادا کرے یا معاف کرا لے
لیکن یہ توبہ ظالمون اور تاجرون پر دشوار ہوتی ہی معہذا اونپر یہی واجب ہی کہ جہانتک بن سکے اسمین
سعی کرین اور اگر کوئی اس سے عاجز ہو تو پھر اوسکا علاج اسکے سوا کچھ نہین ہی کہ اتنی نیکیان کثرت سے
کرے کہ دن قیامت کے حقدار کا حق اونسے ادا ہو سکے تو ثواب حسنات کا بقدر سیئات کے ہونا چاہیئے
ورنہ پھر حقدار کے گناہ اسکے پلہ مین رکھے جاوینگے یہ عوض دوسرے کے گناہ کے مارا پڑیگا غرضکہ
حقوق کی توبہ کا طریق یہی ہی اس سے یہ نکلا کہ تمام عمر حسنات ہی مین کاٹے بشرطیکہ بقیہ عمر اتنی ہو
جتنی کہ حق دبانے مین گذر چکی مگر عمر کا حال معلوم نہین ہی شاید موت تک کا زمانہ ایام ظلم سے کم ہو اسلئے
یہ ضرور ہی کہ جتنا واسطے سیئات کے مستعد تھا اوس سے زیادہ حسنات کے لئے مستعد رہے کیونکہ
گناہونکے لئے وقت بہت تھا اور حسنات کے لئے معلوم نہین شاید تھوڑا ہو پھر جس مال کا مالک معلوم ہی
اور مال بھی موجود ہی تو وہ مال اوسکو حوالہ کردے اور جسکا مالک معلوم نہین اوسکو خیرات مین دیدے
اور اگر مال حلال و حرام ملگیا ہی تو اٹکل سے جتنا مال حرام ہو اوسکو نکال کر خیرات کر دے باقی رہا ایذا دینا
دلون کا جیسے سامنے لوگونکے ایسی باتین کرنی جسسے اونکو ایذا ہو یا کسیکی غیبت کرنی تو اوسکا تدارک
یہ ہی کہ جسپر زبان کھولی ہو بدزبانی کی ہو دل دکھایا ہو تو ایک ایک کو ڈھونڈھ کر اوس سے معاف
کرا لے اگر اونمین سے کوئی مرگیا ہو یا مفقود الخبر ہو تو اوسکا تدارک کچھ نہین ہی بجز اسکے کہ کثرت سے حسنات

کرے تاکہ قیامت مین وقت عوض کے حسنات دے سکے اور جو کوئی ملجاے اور بخوشی خاطر معاف
کردے تو جو قصور اوسکی نسبت کیا تھا اوسکا کفارہ ہوجاویگا مگر بعد تصریح کے قصور مبہم کا معاف
کرانا کافی نہوگا پھر اگر ایسا قصور ہے جسکے بیان کرنے سے دوسرے کو ایذا ہوگی جیسے کسیکی لونڈی یا منکوحہ
سے زنا کیا ہی یا زبان سے اوسکو کوئی ایسا عیب لگایا ہی جو اوسکے خفیہ عیبون مین سے تھا تو ایسی صورت
مین راہ معاف کرانے کی بند ہی گئی یہ ہوسکتا ہی کہ مبہم معاف کرالے پھر جو کسر رہجائیگی اوسکو حسنات
سے پورا کرے جیسا کہ حق مین مردہ اور غائب کے بیان کیا گیا ہی لیکن ذکر کرنا اور مشہور کرنا اوسکا
ایک نیا قصور ہی اوسکو بھی معاف کرانا واجب ہی اگر جسکا قصور کیا ہی اوسکے سامنے ذکر قصور کا کیا
اور وہ عفو کرنے پر راضی نہوا تو اسکا وبال مجرم پر رہیگا کیونکہ دوسرے کا حق اوسپر ہنوز باقی
ہی ایسی صورت مین مجرم کو چاہیے کہ صاحب حق کے ساتھ نرمی و خدمت سے پیش آوے اور محبت و
شفقت ظاہر کرے جس سے وہ خوش ہوکر مائل بعفو ہو کیونکہ الانسان احسان کا بندہ ہوتا ہی وھل
جزاء الاحسان الا الاحسان جب کسی شخص کا دل خطا کے باعث اچٹ جاتا ہی تو پھر وہ سلوک
سے راضی ہوجاتا ہی اور اگر اسپر بھی وہ راضی بعفو نہو تو بھی نرمی و عذر خواہی مجرم کی منجملہ اون حسنات
کے ہوگی جنسے قیامت مین عوض قصور کا ہوسکے گا اتنی بات چاہیے کہ جتنی کوشش اوسکی ایذا دہی
مین کی تھی اب اوتنی ہی سعی اوسکی خوشی و دلجوئی و رضامندی و نرمی مین بھی بجالاوے تاکہ وقت مقابلہ
کے اگر زیادہ یا برابر ٹھیرے تو معوض ہوسکے حدیث مین قصہ اوس شخص کا آیا ہی جسنے ننانوے قتل کیے
تھے جب اوسنے بقصد توبہ ہجرت کی اور راہ مین مرگیا اور ایک بالشت طرف قریہ صالحہ کے نزدیک تر نکلا تو
بخشدیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ نجات کی صورت اسی مین ہی کہ حسنات کا پلہ جھکا رہے گو ذراہی سا
ہو اس بنیاد پر تائب کے لیے کثرت حسنات کی کرنا ضروری ہی یہہ بیان اوس قصد کا ہی جسکا تعلق
زمانہ گذشتہ سے تھا اب جو قصد کہ متعلق بزمانہ آیندہ ہی اوسکی شکل یہہ ہی کہ تائب اللہ کے ساتھ مضبوط
عہد باندھے کہ مین پھر کبھی طرف اون گناہون کے رجوع نکرونگا اور نہ ویسے کامون کا مرتکب ہونگا
وقت توبہ کے جب یہہ ارادہ پکا کریگا تب کہین تائب ٹھیریگا اور یہہ بات ابتدا مین جب پوری ہوگی کہ

گوشہ نشینی خلوت گزینی خاموشی کمی غذا کم خوابی و اکل حلال اختیار کریگا کیونکہ حرام کھانا سارے گناہونکی جڑ
ہی اگر حرام کھایا کیا تو تائب کیسے ہوگا اور جو شخص طعام ولباس دلخواہ نہین چھوڑ سکتا ہی وہ کسب مال حلال پر
اکتفا کریگا اور نہ مال شبہ اوس سے چھوٹ سکیگا تائب کو یہہ بھی چاہیے کہ جو چیز زمانہ آیندہ مین اوسپر واجب
یا حرام ہے اوسکو بھی سیکھ لے تاکہ سیدھے رستہ پر چل سکے اور اگر عزلت اختیار نکریگا تو اوسکی استقامت
بھی کامل نہوگی فقط یہہ ہوگا کہ کچھ گناہونسے توبہ کرلی جیسے شراب زنا غصب راگ وغیرہا سے لکن یہہ توبہ
مطلقا نہوئی اسلیئے بعض نے اس توبہ کو نادرست اور بعض نے درست کہا ہی **و لکل وجهة** درست
ہونے کی وجہ یہہ ہی کہ سبب کثرت عذاب کا کثرت گناہونکی ہوتی ہی پھر جتنے گناہ کم ہونگے اوتنا ہی عذاب بھی
کم ہوگا اسیطرح نجات و فوز سب گناہونکے چھوڑنے سے حاصل ہوتی ہی رہے اسرار خفیہ حق وجل سو ہم اونمین
گفتگو نہین کرتے پھر بعض گناہونسے توبہ کرنے کی تین شکلین ہین ایک یہہ کہ بڑے کبیرہ سے توبہ کرے نہ صغیرہ
سے دوسرے یہہ کہ صغیرہ سے توبہ کرے نہ کبیرہ سے تیسرے یہہ کہ بعض کبیرہ سے توبہ کرے اور بعض سے
نکرے سو پہلی شکل ممکن ہی اسطرح کہ تائب نے جان لیا ہی کہ گناہ کبیرہ نزدیک اللہ کے جرم عظیم ہی اوسپر جلد
اللہ کو غصہ آتا ہی اور صغیرہ کی طرف عفو کو جلد رستہ ملجاتا ہی اسلیئے فقط بڑے گناہونسے توبہ کر لی اور اونہین
پر نادم ہوا پہلے زمانہ مین تائب بہت سے گذرے ہین اون مین کوئی معصوم نہ تھا یہ دلیل ہی اسبات پر
کہ واسطے توبہ کے عصمت ضرور نہین ہوتی ہی اسیطرح دوسری شکل بھی ممکن ہی جیسے کوئی غیبت و نظر
حرام سے توبہ کرلے اور شراب خواری پر جما رہے یہہ اسلیئے کہ کوئی ایماندار ایسا نہین ہی جو اپنے گناہونسے
ڈرتا نہو اور اپنے افعال پر نادم نہو کسیکو تھوڑی ندامت ہوتی ہی اور کسیکو بہت لکن جتنا مزہ اوسکو
گناہ مین ہوتا ہی اوتنا رنج دل مین بباعث خوف کے نہین ہوتا بلکہ لذت قوی اور خوف ضعیف رہتا ہی
خواہ وہ ضعف خوف جہالت سے ہو یا غفلت سے یا کسی اور وجہ سے غرضکہ امکان مین اس امر کے
کچھ شبہہ نہین ہی بلکہ ہر مسلمان کا یہی حال ہی وہ کون مومن ہی جو جامع طاعت و معصیت کا نہین اس سے
معلوم ہوا کہ خوف کا شہوت پر بعض گناہون مین غالب آنا اور بعض مین ضعیف ہونا ممکن ہی حدیث مین آیا ہی
الندم توبة اسمین یہہ شرط نہین ہی کہ سب گناہونپر ندامت ہو اسیطرح حدیث **التائب من الذنب**

کمن کان ذنبہ مین یہی ذکر ہو کہ سبکا سارے گناہ ہونے نہین ہی اس سے معلوم ہوا کہ اگر سب سے گناہونسے توبہ کرلی اور تھوڑے سے گناہونسے نکی توبہ ہوسکتا ہی کیونکہ کثرت ذنوب کو کثرت عقوبت مین تاثیر ہوتی ہی تو بخوف زیادت عقوبت بعض شہوات کو واسطے اللہ کے چھوڑ دیتا ہی اور جس شہوت مین اس خوف کا کچھ اثر نہین ہوتا ہی اوسکو نہین چھوڑتا ہی اسیطرح تیسری شکل بھی ممکن ہی کیونکہ آدمی کے عقیدہ مین یہ بات ہوتی ہی کہ بعض کبائر بہ نسبت بعض کے سخت تر ہین جیسے کوئی شخص قتل غارت ظلم سے توبہ کرے اس خیال پر کہ حقوق عباد سے ہرگز چشم پوشی نہ ہوگی اور جو حقوق خدا کے ہین اونپر معافی آسکتی ہی اسی بنیاد پر کبھی کوئی شخص مثلا شراب سے توبہ کرلیتا ہی مگر زنا سے تائب نہین ہوتا اسلیے کہ اوسکے اعتقاد مین جتنے مفاسد ام الخبائث کے زیادہ تر جم گئے اوتنا ہی خوف بھی پیدا ہوا جس سے وہ اب لگ گئے کو پیے گا اور گذشتہ پر ندامت کریگا الحاصل تائب اگر گناہ گذشتہ پر نادم ہوا اور اوسنے عزم ترک آیندہ کو نباہ دیا تو اون لوگون مین ملجائیگا جنھون نے گویا گناہ ہی نہین کیا ہی گو اسنے اللہ کی طاعت سب اوامر و نواہی مین نہین کی ہو رہی یہہ بات کہ اگر ایک شخص نے نامردی سے پہلے زنا کیا تھا اب حالت نامردی مین تائب ہوا ہی تو آیا اوسکی توبہ ٹھیک ہی یا نہین سو اسکی شکل یہہ ہی کہ یہہ توبہ اوسکی جائز نہین ہے اسلیے کہ توبہ اوس ندامت کا نام ہی جس سے عزم ترک آیندہ ایسے افعال کا پیدا ہو جنکے کرنے کی آدمی کو قدرت ہی اور جنپر قدرت نہین ہے وہ گناہ تو خود بخود باقی نرہے کچھ اسکے چھوڑنے سے نہین گئے ؎

یک سر موے دولت سفید نشد ۔۔۔ گرچہ موئے بہ تن سیاہ نماند
ای حسن توبہ آنگہے کردی ۔۔۔ کہ ترا قوت گناہ نماند

ہان اتنی بات ہی کہ اگر بعد نامردی کے بخوبی ضرر زنا پر آگاہی ہوئی اور اتنی ندامت و حسرت نے گھیر لیا کہ اگر فرضا اوسکو شہوت باقی ہوتی تو بھی اس ندامت سے جاتی رہتی یا مغلوب ہوجاتی بلکہ توقع ہی کہ اوسکا قصور معاف ہوجاے اور یہہ ندامت اوسکا کفارہ بنے کیونکہ اللہ اوسکے دل کے حال اور مقدار ندامت کو خوب جانتا ہی شاید اوسکی توبہ قبول کرلے ظاہر یہی ہی کہ قبول فرماے واللہ اعلم

حاصل یہہ ٹھیرا کہ واسطے دور کرنے تاریکی گناہ کے دل سے دو امر درکار ہوتے ہین ایک یہہ کہ گناہ پر سوزش ندامت
کی ہو دوسرے یہہ کہ آیندہ ترک گناہ کے لئے خوب سا مجاہدہ کرے اور اگر بسبب زوال شہوت کے مجاہدہ
نہین ہو سکتا ہی مگر ندامت اتنی قوی ہی کہ ظلمت گناہ کو دور کر دے تو کچہہ محال نہین - بات یہہ ہے
کہ جس شخص کا میل گناہ کی طرف نہین رہا اوسکی دو شکلین ہین ایک تو یہہ کہ قصور شہوت سے میل نہین ہا
تو ایسے شخص سے مجاہد ہی افضل ہی کیونکہ مجاہدہ سے دین و یقین کی قوت معلوم ہوتی ہی گو بے شہوت
والا اقرب بہ سلامت ہی مگر استعمال لفظ افضل کا اسجگہ صحیح نہین ہی دوسری شکل یہہ ہی کہ نہ ہونا گناہ کا
اسلئے ہو کہ یقین قوی ہوگیا ہی اور مجاہدہ سے بالکل استیصال شہوت کا کر دیا ہی تو ایسا شخص بہ نسبت
اوسکے البتہ اچھا ہی جسکو رنج ہیجان شہوت کا کھینچنا پڑتا ہی اسیطرح یاد رکھنا گناہ کا مبتدی غافل
کے لئے داخل کمال ہی اور سالک طریق کے لئے موجب نقصان ہی اسلئے کہ یاد کرنا بھی ایک شغل
مانع راہ چلنے کا ہی ہمارے عندیہ مین شرط دوام توبہ کی یہہ ہی کہ آدمی دولت آخرت کو بہت سوچا
کرے تاکہ رغبت آخرت کی بڑہے بلکہ اگر فقط فکر لذت دیدار ہی کیا کرے تو مناسب تر ہی اسطرح کے
دقایق سے غفلت کرنا نہ چاہیئے یہہ وہ مقام ہی کہ اسمین بڑے بڑے عارفون کے قدم ٹھوکر کھاجاتے
ہین اور پاون لڑکھڑا جاتے ہین پہر غافلون کا کیا ذکر ہی اللّٰہم غفرا -

باب

تائب چار طرح کے ہوتے ہین ایک وہ گنہگار ہی جو توبہ کر کے آخر عمر تک اوسی توبہ پر جما رہے اور گناہ گذشتہ
کا تدارک کرے اور گناہ کے دوبارہ کرنے کا خیال بھی دل مین نہ لائے سوا اون لغزشون کے جنسے آدمی
بشرطیکہ نبی نہ ہو عادتاً خالی نہین ہوتا ہی اور کسی گناہ کا خطرہ نہ گذرے سو توبہ پر جما رہنا اسیکا نام ہی
ایسے ہی توبہ کرنے والے کو یہہ کہتے ہین کہ وہ خیرات مین آگے نکل گیا اور اوسنے اپنی برائیون کو بھلائیون
سے بدل دیا یہی توبہ ہی جسکو نصوح بولتے ہین اور ایسے ہی نفس کو نفس مطمئنہ کہتے ہین یہہ سامنے
اپنے رب کے ایسے طور پر جائیگا کہ یہہ اوس سے راضی اور وہ اس سے خوش ایسے ہی لوگونکی طرف

اشارہ ہی اس حدیث مین سبق المفردون مرۃ وضع الذکر عنہم اوزارہم یعنی ذکر نے اونکا بوجھ اوتار
دیا پھر اس طبقہ کے کئی مراتب ہو سکتے ہین کوئی ایسا ہی کہ جب اوسنے توبہ کی تو قہر معرفت مین اوسکی شہوات
دب گئی اب اوسکو نفس سے چندان نزاع ہی اور نہ سلوک طریق کے لیئے مزاحمت اور کوئی ایسا ہی کہ شہوات
کا نزاع اوسکے نفس سے رہتا ہی مگر وہ مجاہدہ نفس ورد شہوات مین دیر لگاتا ہی پھر درجات نزاع کے
باعتبار کمی وبیشی واختلاف مدت ونوع کے متفاوت ہوتے ہین اسیطرح قلت وکثرت عمر سے بھی تفاوت
ہوجاتا ہی مثلا کوئی شخص تو توبہ کرتے ہی مرجاتا ہی ایسے کے حال پر رشک آتا ہی کہ سلامت چلا گیا اور کچھ
خلل توبہ مین نہ پڑا اور کوئی بعد توبہ کے مدت تک جیتا رہتا ہی اور نفس پر مجاہدہ وصبر کرتا ہی اور
توبہ پر جما ہوا ہی اور بہت سے حسنات بجالاتا ہی اسکا حال اعلی وافضل ہی اسلیئے کہ ہر خطا کے مٹانے کے
لیئے ایک نیکی کرتا ہی دوسری قسم تائب کی یہہ ہی کہ جو اصول طاعات کے بجالانے اور ہر کبائر کے چھوڑدینے
پر مستقیم رہے مگر ایسے گناہون سے خالی نہین ہی جو کہ بے قصد وارادہ کے اوس سے صادر ہو جاتے ہین
یہہ بات نہین ہی کہ پہلے سے اونکا ارادہ پختہ کیا ہو اور جب اوس سے اس طرح کا کوئی گناہ ہو جاتا ہی
تو اپنے نفس کو ملامت کرتا ہی اور شرمندہ ہوکر متاسف ہوتا ہی اور نئی سر سے عزم ارادہ کرتا ہی کہ
اب اون اسباب سے بچتا رہونگا جو مجھے اسیر گناہ کرین ایسے نفس کو نفس لوامہ کہنا زیبا ہی کیونکہ
جو احوال ذمیمہ بے قصد اوسپر آجاتے ہین اوسپر وہ ملامت کرتا ہی اس طبقہ سے اگرچہ طبقہ اول
اعلی تھا مگر اسکے عالی رتبہ ہونے مین بھی کچھ تامل نہین ہی اکثر اہل توبہ کا یہی حال ہوتا ہی اور کیون نہ ہو
کہ بدی انسان کی سرشت مین خمیر ہے اوس سے جدا ہونا قریب بمحال ہی ہان آدمی سے اتنا ممکن ہے
کہ محنت وسعی کرکے خیر کو شر پر زیادہ کرے یہانتک کہ پلہ حسنات کا بھاری ہو جائے لکن غلو پلہ سئیات
کا بہت دشوار ہی ایسے لوگون کے حق مین اللہ نے کہا ہی الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش
الا اللمم ان ربک واسع المغفرۃ سو جو صغیرہ انسان سے بیدل بجا سے ہو جاتا ہی وہ لمم مین داخل
ہی اور لمم معاف ہو جاتے ہین قال تعالی والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسہم
ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبہم ومن یغفر الذنوب الا اللہ حدیث ضعیف مین آیا ہی خیارکم

کل مفتن تواب معلوم ہوا کہ ایسا آدمی زمرۂ اہل اصرار مین داخل نہین ہی اسلیے ایسے شخص کو
درجۂ تائبین سے مایوس کرنا نہ چاہیے فقیہ دین وہی شخص ہے جو خلق کو بسبب لغزش وگناہ ہو جانے کے
بلوغ درجۂ سعادت سے مایوس نکرے دیکھو حضرت نے فرمایا ہی کل بنی آدم خطاؤن وخیر الخطائین
التوابون اور فرمایا المومن واہ راقع فخیارھم من مات علی رقعۃ رواہ الطبرانی والبیہقی عن
جابر بسند ضعیف یعنی گناہ سے اگرچہ کبھی پردہ ایمان کا پھاڑتا ہی تو ندامت وتوبہ سے بھی اوسکو پیوند کرکے
جوڑتا ہی اور اللہ نے کہا ہی اولٰئک الذین یؤتون اجرھم مرتین بما صبروا ویدرؤن بالحسنۃ السیئۃ
یعنی خطا کے بعد نیکی کرتے ہین یہہ نہین کہا کہ بالکل خطا نہین کرتے تیسری قسم تائب کی یہہ ہی کہ توبہ
کرکے ایک مدت تک اوسپر جما رہے پھر کسی گناہ کی خواہش اوسپر غالب آجاے اور قصداً وارادۃً
اوسکو کر بیٹھے اسلیے کہ اوس خواہش کے دبانے سے عاجز ہے معہذا ہمیشہ بجا آوری طاعت کرتا
رہتا ہی اور گناہون کا بھی باوجود قدرت وخواہش کے تارک ہی فقط ایک یا دو خواہشون سے
عاجز ہی کہ وہ اوسپر غالب آجاتی ہین تاہم یہہ چاہتا ہی کہ اگر اللہ مجکو اس شہوت کے روکنے پر قدرت
دے تو کیا اچھا ہو پیر آرزو تو قبل معصیت ہو اور بعد وقوع خطا کے نادم ہو اور کہے کیا اچھا ہوتا
جو مین اس کام کو نہ کرتا اور اب مین نفس پر مجاہدہ کرکے اس شہوت کو روکونگا اور اس خطا سے تائب ہونگا لیکن
اوسکا نفس تاباہی رہتا ہی اور مرز فردا کیا کرتا ہی ایسے نفس کو مسوّلہ کہنا چاہیے ایسے لوگ وہ ہین جنکے حق مین اللہ نے
فرمایا ہی واٰخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا عملاً صالحاً واٰخر سیئاً تو ایسا شخص چونکہ مداومِ طاعات
ہی اور اپنے فعل کو برا جانتا ہی اسلیے توقع ہی کہ اللہ اوسکی توبہ قبول کرلے مگر اس لحاظ سے کہ توبہ
مین تاخیر اور ترا ہکل کرتا ہی انجام اوسکا پرخطر ہی کیا معلوم کہین موت توبہ سے پہلے آدبا ے اور پھر جو
اللہ کو منظور تھا وہ ظاہر ہو یعنی اگر اللہ نے اپنے فضل سے اوسکا تدارک کیا اور واسطے جبر نقصان
کے توبہ قبول کرلی تو وہ زمرۂ سابقین مین لاحق ہوگا اور اگر خدا نخواستہ بدبختی غالب ہوئی اور
شہوت نے دبالیا تو یہ ڈر ہی کہ کہین وقت خاتمہ کے قول ازلی صادق نہ آجاے **قال تعالیٰ**
ونفس وما سوّاھا فالھمھا فجورھا وتقواھا قد افلح من زکاھا وقد خاب من دسّاھا سوجب کوئی بندہ کسی

گناہ مین مبتلا ہوا در گناہ نقد اور توبہ ادہار ہو تو یہہ علامت اوسکی رسوائی کی ہی حدیث سہل بن
سعد مین فرمایا ہی بندہ عمل اہل جنت کا سا کیا کرتا ہی یہانتک کہ لوگ اوسکو جنتی کہتے ہین اور اوسمین اور جنت
مین فقط ایک بالشت کا فاصلہ رہجاتا ہی لیکن نوشتۂ ازلی غالب آجاتا ہی وہ شخص اہل نار کا سا کام
کرنے لگتا ہی اور دوزخ مین جاتا ہی اس سے ثابت ہوا کہ خوف خاتمہ کا توبہ سے پیشتر اور ظاہر ہے کہ
کہ ہر ایک سانس آدمی کی عمر گذشتہ کا خاتمہ ہے کیونکہ ممکن ہی کہ اوسی سانس سے موت ملی ہوئی ہو
اسی لئے محافظت انفاس کی ضرور ہی ورنہ اشیاء ممنوعہ مین مبتلا ہو جائیگا اور حسرت دائمی
ایسے وقت مین کریگا جبکہ کچہہ فائدہ نہو ۵

غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش	شاید ہمین نفس نفس واپسین بود

چوتھی قسم تائب کی یہ ہی کہ توبہ کرکے کچہہ روز جارہے پھر ایک گناہ یا بہت سے گناہون کا مرتکب ہو
بغیر اسکے کہ دل مین توبہ کرنے کا خیال ہو یا گناہ کرنے پر افسوس بلکہ غافل آدمی کی طرح پیروی شہوات
مین ڈوبا رہے تو ایسا شخص زمرۂ اہل اصرار مین ہوتا ہی اور اوسکا نفس امارہ بالسوء ہی ایسے
شخص پر ڈر سوء خاتمہ کا ہی خدا جانے انجام کیا ہوگا معاذ اللہ اگر خاتمہ سوء ہوا تو ایسا بدبخت ہوا کہ اسکی
بدبختی کی کچہہ نہایت نہین ہی اور اگر بھلائی پر انجام ہوا یہانتک کہ توحید پر مرا تو اوسکو توقع رہائی کی آگ سے بھی ہی
کو کچہہ مدت کے بعد ہوا اور یہہ بھی محال نہین ہی کہ اللہ کے سبب نیکی کسی باعث جسکی اطلاع اس شخص کو نہو
اوسکو بخشا فرمائے جیسے کوئی آدمی کسی ادجاڑ جگہہ مین چلا گئے اس نیت کہ اوسکو خزانہ ملے تو یہ کمال نہین لیکن اتفاق سے اوسکو خزانہ ملجائے
اور جو شخص کہ نماز روزہ ادا کرتا ہی اوسکی مغفرت ہو جاے تو یہی غنیمت ہی ایک بزرگ نے کہا ہی سب آدمی
ہالک ہین مگر علما سب عالم ہالک ہین مگر عمل کرنے والے سب عامل ہالک ہین مگر مخلص اور مخلص بڑے
خطر مین ہین جو شخص اللہ کے فضل سے توقع مغفرت کی رکھے اور طاعت بجالانے مین قاصر اور گناہون پر
مصر ہوا اور مغفرت کی راہ پر نہ چلتا ہو تو وہ نزدیک اصحاب دل کے بیوقوف و مغالطہ مین پڑا ہوا ٹہیرا
ہی مجھکو تعجب اس بیعقل سے ہی کہ اپنی حماقت کی بات کو خوبی کے پیرایہ مین رواج دیتا ہی یعنی کہتا ہی
کہ اللہ کریم ہی مجہہ ایسے آدمی سے اوسکی جنت کچہہ تنگ نہین ہوگی اور میرے گناہ سے اوسکا کچہہ ضرر

نہین ہی معتمد اور روپیہ کی جستجو مین سفر بر و بحر جو نہایت دشوار ہی اختیار کرتا ہی کوئی اوس سے کہی
کہ اللہ کریم ہی اوسکا خزانہ تیری حاجت سے قاصر نہین تو تجارت مین بھی سستی کر اسمین تیرا کیا ضرر ہی
گھر مین بیٹھہ رہ اللہ تجکو ایسی جگہ سے روزی دیگا جہانسے تجکو گمان بھی نہ ہو تو یہہ اوس کہنے والے کو
احمق بنائیگا اور براہ تمسخر کہیگا کہ سونا چاندی کچہہ آسمان سے تو برستا ہی نہین ہی یہہ چیزین تو
ہاتھہ پاؤن ہلانے سے ملتی ہین اللہ کی عادت اسیطرح جاری ہی اب احمق سے کہنا چاہیے کہ دنیا
و آخرت کا خدا ایک ہی ہی اور جو طریق اوسنے دونون مین مقرر کیا ہی اوسمین کچہہ تبدیل نہ ہوگی پہر
تو نے یہ اعتقاد کیسے کر لیا کہ اللہ آخرت مین کریم ہی اور دنیا مین نہین اور یہہ کیسے ہو سکتا ہی کہ وہ
اپنے کرم سے اتنی نعمت جاویدہ تو آخرت مین بے محنت دے اور دنیا کا مال فانی جسمین خاک
بہت محنت اوٹھانی پڑتی ہی نہ دے اسیطرحکے لوگ اس آیت کے مصداق ہوتے ہین ولو تری اذ
المجرمون ناکسوا رؤسہم عند ربہم ربنا ابصرنا و سمعنا فارجعنا نعمل صالحاً
حالانکہ انسان کے لیئے وہی ہے جو اوسنے کوشش کی ۔

باب ۸

سبب تائب کسی گناہ کا مرتکب ہوا ہو وے تو اوسپر دو کام واجب ہین ایک یہہ کہ توبہ و ندامت کرے
دوسرے یہہ کہ اوس گناہ کے محو کرنے کے لیئے کوئی نیکی اوسکی ضد مین بجالاوے پہر اگر نفس نے عزم
ترک آیندہ بہ سبب غلبہ شہوت کے نکیا تو گویا ادائے ایک واجب سے عاجز رہا اب نہ چاہیے کہ دوسرے
واجب کو بھی چھوڑ دے بلکہ نیکی کر کے بدی کے دور کرنے کی تدبیر کرے اور اون سیئات کا کفارہ حسنات
سے کر دے تاکہ اور کچہہ نہ ہو تو اتنا تو ہو کہ عامل عمل صالح و بد دونون ٹھیرے اور وہ حسنات جو ماحی
سیئات ہوتے ہین وہ یا تو دل سے ہوتے ہین یا زبان سے یا اعضا سے سو جس جگہہ سے بدی کا مرتکب ہوا ہی
یا بدی کا سبب جسجگہ سے پیدا ہوا ہی اوسی جگہہ سے نیکی بھی کرے مثلاً اگر بدی دل سے ظاہر ہوئی ہی
تو اوسکو یون مٹائے کہ گریہ و زاری کرے اور طالب مغفرت و عفو ہو اور جیسے بھاگا ہوا غلام ذلیل و خوار

ہوتا ہی ویسا ہی آپ کو خوار و ذلیل بنا سے یہانتک کہ سب لوگونپر ذلت ظاہر ہو جاسے اور جسقدر برائی
اوسنے کرتا ہوا وسکو کم کر دسے اور دل سے عزم طاعت کا اور خیرات کا اہل اسلام پر رکھے رہا ئی
زبان اوسکے کفارہ کا طور یہہ ہی کہ اپنے ظلم کا اقرار کرسے اور یون کہے رب ظلمت نفسی وعملت
فاغفرلی ذنوبی اور انواع استغفار بہت کہتا رہے اور اعضا سے طریق کفارہ کا یہہ ہی کہ اونسے طاعات
بجالاسے اور صدقات و انواع عبادات ادا کرسے جب کوئی آدمی بعد گناہ کے اچھے کام کرتا ہی تو توقع
ہی کہ وہ گناہ معاف ہو جاسے چار کام دل کے ہین ایک توبہ کرنا یا قصد توبہ کرنا دوسرا احتراز کا گناہ سے اچھا معلوم
ہونا تیسرے عذاب سے گناہ پر ڈرتے رہنا چوتھے توقع مغفرت کی رکھنا اور چار کام اعضا کے ہین
ایک یہہ کہ بعد گناہ کے دو رکعت نماز پڑھے دوسرے بعد دو رکعت کے ستر بار استغفار پڑھے اور
سو بار سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کہے تیسرے کچھ صدقہ دسے چوتھے ایک روزہ رکھے انتہی مین کہتا
ہون حدیث ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مین رفعا آیا ہی نہین ہی کوئی آدمی جس سے کوئی گناہ ہو گیا ہے
پھر اوسنے اوٹھکر وضو کیا پھر نماز پڑھی پھر استغفار کی لیکن اللہ اوسکو بخشد یتا ہی پھر یہہ آیت پڑھی
والذین اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسہم ذکروا اللہ الآیہ اخرجہ اہل السنن الاربع
وابن حبان وابن السنی۔ ابن حبان وبیہقی نے ذکر دو رکعت کا کیا ہی یہ زیادت صحیح ابن خزیمہ مین بھی آئی ہی
ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور ابن حبان وابن خزیمہ نے صحیح کہا ہی حسن بصری کا لفظ مرسلاً یہہ ہی
نہین کیا کسی بندہ نے کوئی گناہ پھر اچھی طرح وضو کرکے طرف کھلی زمین کے نکلا وہان پہونچکر دو رکعت نماز
پڑھی اور اللہ سے اوس گناہ کی مغفرت چاہی مگر اللہ اوسکو بخشد یتا ہی رواہ البیہقی ابو الدرداء کا لفظ مرفوعا
یہہ ہی آدمی جو بات کرتا ہی وہ اوسپر لکھ لی جاتی ہی سو جب کوئی خطا یا گناہ اوس سے ہوا اور وہ اللہ کیطرف
توبہ کرنا چاہے تو دونون ہاتھ طرف اللہ کے بڑھا کر یون کہے اللہم انی اتوب الیک منہا لا
ارجع الیہا ابدا اللہ اوس گناہ کو بخشد یتا ہی جب تک کہ پھر وہ قصور نکرسے رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرط
مسلم مذہب مین اس حدیث کو منکر کہا ہی لیکن ذہبی نے تلخیص مستدرک مین اسکو مقرر رکھا ہی شوکانی فرماتے
ہین ینبغی الجمع فی صلوۃ التوبۃ بین الاستغفار المذکور فی الحدیث الاول وبین التوبۃ

والعزم علی عدم العود کما فی هذا الحدیث انتهی جابر کہتے ہین ایک آدمی حضرت کے
پاس آیا کہا واذنوباہ واذنوباہ حضرت نے اوسکو فرمایا تو یون کہہ اللهم مغفرتك اوسع من ذنوبی
ورحمتك ارجی عندی من عملی اوسنے اسیطرح کہا فرمایا پہر کہہ پہر کہا فرمایا جا تیرا گناہ بخشدیا گیا رواہ الحاکم فی
المستدرك وصححہ دوسری روایت مین یون ہی کہ یہہ دعا تین بار اوسکو کہلائے پہر فرمایا قم فقد غفر الله
لك عائشہ کا لفظ نزدیک ابونعیم وعسکری ودیلمی کے یہہ ہی کہ حضرت نے حبیب بن حارث سے کہا
عفو الله اکبر من ذنوبك انتهی قول غزالی کہتے ہین بعض احادیث مین ذکر چار رکعت کا بہی
آیا ہے رواہ البیہقی فی الشعب عن معاذ اور انس کا لفظ نزدیک مسلم کے یون ہی کہ جب بندہ کوئی برائی
کرے تو اوسکو چاہیے کہ اوسکے بعد بھلائی کرے تاکہ اوسکی مکافات ہو جاے پوشیدہ برائی کے عوض
پوشیدہ بھلائی کرے اور ظاہر کے عوض ظاہر اسی جگہہ سے یہہ کہا ہی کہ پوشیدہ صدقہ دینے سے رات
کے گناہ مٹ جاتے ہین اور ظاہر صدقہ دینے سے دنکے گناہ محو ہو جاتے ہین بہرحال آدمی کو لازم
ہی کہ ہر روز حساب اپنے نفس کا لیا کرے اور اپنی خطاون کو جمع کرکے اونکے دور کرنے مین جتنی
اوتنے ہی حسنات بجالاے ف جو شخص گناہ سے استغفار کرے اور اوسپر اصرار کرتا جاے تو
گویا وہ اللہ سے ہنسی کرتا ہی اسیلئے بعض نے کہا ہی کہ مین اپنی زبانی استغفار سے بہی استغفار کرتا ہون
اور کسی نے کہا کہ نری زبان سے استغفار کرنا جھوٹون کی توبہ ہی اور رابعہ نے کہا ہماری استغفار
محتاج ہی طرف بہت سی استغفار کے سو دریافت کرنا اصرار و استغفار کا ضرور ہی اسمین شک نہین
کہ فضائل استغفار کے احادیث مین بہت آے ہین اور اس سے بڑہ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ اللہ نے
استغفار کا اثر وہی فرمایا ہی جو زمان حیات حضرت مین فرمایا تہا وما کان الله لیعذبهم وانت فیهم
وما کان الله معذبهم وهم یستغفرون اسی جگہہ سے بعض صحابہ نے کہا ہی کہ ہمارے لئے دو پناہ ہین
تہین ایک پناہ تو چلی گئی یعنی حضرت ہم مین نرہے اور ایک پناہ ابہی باقی ہی وہ استغفار ہی اگر یہہ بہی
نرہیگی تو ہم ہلاک ہو جائینگے غرضکہ جو استغفار جہوٹون کی توبہ ہی یہہ وہ استغفار ہی جو فقط زبان سے ہو
اور دلکی شرکت اوسمین کچہہ نہو جسطرح کہ غافلانہ منہ سے استغفر الله نکل جایا کرتا ہی یا جب آگے دوزخ کا

بیان سنا تو نعوذ باللہ منہا کہ یا بغیر اسکے کہ دل مین کچہہ اثر اوسکا ہو آمین فقط زبان کی حرکت ہوتی ہی اوس سے کچہہ فائدہ نہین - زبان پارہ گوشتی ست بہر طرف کہ خواہی بگردانی - بیت

	سبحہ در دست تو ہمی گوید		دل بگردان مرا چہ گردانی	

ہان زبان کے ساتہہ اگر دل بہی تضرع و انکسار کرے اور ارادہ صادق و نیت خالص و رغبت کامل سے مغفرت کا سائل ہو تو البتہ یہہ ایک حسنہ ہی اور آمین یہہ لیاقت ہی کہ برائی کو دور کرے اخبار فضائل استغفار سے یہی استغفار مقصود و مراد ہی یہانتک کہ فرمایا ہی ما اصر من استغفر و لو عاد فی الیوم سبعین مرۃ مراد اس استغفار سے دل کی استغفار ہی نہ جیب کی توبہ و استغفار کے بہت مراتب ہین اوائل مراتب بہی فائدہ سے خالی نہین گو آخر تک نوبت نہ پہنچے اسی بنیاد پر سہل تستری نے فرمایا ہی کہ بندہ کو ہر حال مین ضرورت اپنے مالک کی ہوتی ہی لہذا حق مین بندہ کے یہہ بہتر ہی کہ سب باتون مین مالک ہی کی طرف رجوع کرے گناہ ہو جاوے تو اوسی سے التجا کرے کہ ای غفور رحیم میرا پردہ فاش نکر اور گناہ کر چکے تو بہی اوسی سے دعا مانگے کہ ای اللہ میری دعا قبول کر اور بعد توبہ کے یہہ عرض کرے کہ مجہے عصمت نصیب فرما اور جب کوئی اچہا کام اس سے بن جاوے تو گزارش کرے کہ ای میرے اللہ تو اس عمل کو مجہسے قبول کر کسی نے انسے کہا تہا کہ وہ کون استغفار ہی جس سے گناہ مٹ جاتے ہین کہا ابتدا استغفار کی استجابت ہی پہر انابت پہر توبہ مراد استجابت اعمال جوارح ہین جیسے دعا و نماز مراد انابت سے اعمال قلوب ہین جیسے صدق ارادت و اخلاص نیت وغیرہ توبہ سے یہہ مقصود ہی کہ خلق کو چہوڑ کر خالق کی طرف آجائے قال تعالی التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناہون عن المنکر والحافظون لحدود اللہ تائب ہین جب یہہ صفات جمع ہونگے تب وہ پکا تائب اور سچا راجع سمجہا جائیگا کیونکہ ترتیب اسی کو مقتضی ہی کہ پہلے توبہ ہو پہر اوسکے بعد یہہ صفات جمع ہون تب صحت توبہ کی ظاہر ہے غرض کہ توبہ کے دو ثمرے ہین ایک ثمرہ مٹانا جو گناہون کا یہانتک کہ ایسا ہو جاوے کہ گویا گناہ کیا ہی نہین ہی دوسرا ثمرہ ملنا ہی درجات کا تاکہ محبوب ہو جاوے سو محو گناہ کے درجات مختلف ہوتے ہین کسی سے

اصل گناہ بالکل دور ہوجاتا ہی اور کسی شخص کے گناہ مین خفت آجاتی ہی ان مراتب کا اختلاف مطابق
اختلاف درجات توبہ کے ہوتا ہی بہر حال دل سے مستغفر ہونا و حسنات سے تدارک گناہ کا کرنا گو
شروع درجات مین عقدہ اصرار کو حل نکرے لیکن تب بھی فائدہ سے خالی نہین ہی یہہ گمان نکرے
کہ ایسے استغفار و حسنات کا وجود و عدم برابر ہے کیونکہ اہل دل و اصحاب مشاہدہ کو یقیناً معلوم
ہوگیا ہی کہ یہہ قول اللہ کا فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ بیشک صحیح ہی ہر ذرہ برابر خیر مین کچہہ کچہہ
اثر ضرور ہوتا ہی اور بہت سے ذرات خیرات جمع ہوکر پلہ سئیات کو اوٹھا دیتے ہین اسلئے آدمی کسی
حال مین بھی ذرہ بھر طاعت وادنی خیر کو بھی حقیر جانکر ترک نکرے اور نہ کسی ذراسے گناہ کو تھوڑا
سمجھکر اوسکا مرتکب ہو فمن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ تضرع و استغفار دل کا ایسی نیکی ہے
جو خدا کے نزدیک ہرگز برباد نہین جاتی بلکہ میرے نزدیک تو فقط زبان ہی سے استغفار کرنا بھی داخل
حسنات ہی کیونکہ زبان کو غفلت سے استغفار کے لئے ہلانا اس سے تو بہتر ہی کہ اوسوقت کسی مسلمان
کی غیبت یا کلام فضول کے لئے حرکت دے اور بہ نسبت خاموشی کے بھی بہتر ہی گو بہ نسبت عمل دل کے
ناقص ہی مگر سکوت ولغویات زبان سے ہر طرح پر بہتر ہی **حکایت** ایک مرید نے ابوعثمان مغربی سے کہا
کہ میری زبان کبھی ذکر و قرآن سے جاری ہوجاتی ہی حالانکہ میرا دل غافل ہوتا ہی کہا اللہ کا شکر کر کہ اوسنے
تیرا ایک عضو خیر مین لگایا اور ذکر کا عادی بنایا اور شر مین نہ پھنسایا نہ کسی فضول کا خوگر ٹھیرایا
سو یہہ بات انکی بہت ٹھیک ہی کیونکہ اعضا کو اگر عادت خیر کی مثل امور طبعی کے ہوجاے گی تو اوس سے
بہت گناہ دور ہوتے رہین گے مثلاً جس شخص کو عادت استغفار کی ہی وہ جب کسی شخص سے کوئی
جھوٹی بات سنیگا تو فوراً اوسکی زبان سے یہہ نکلیگا کہ استغفر اللہ اور جس شخص کی عادت لغو بکنے کی ہی وہ
جلد ایسے ہی کہیگا کہ تم بڑے احمق ہو یا تمھارا جھوٹ بڑا ہی اسی طرح جس شخص کو عادت نعوذ باللہ کہنے کی
ہی وہ جب کسی کی شرارت سنے گا تو بیساختہ یہہ لفظ اوسکے منہ سے نکلیگا اور اگر فضول ولغو کا عادی ہی
تو کہیگا خدا اوسپر لعنت کرے یہان اس ایک کلمہ کہنے سے گنہگار ہوگیا اور دوسرے کلمہ کے کہنے سے
بچا رہیگا یہہ بچاو اسیلئے ہوگا کہ زبان کو عادت خیر کی ہی یہہ بچاو اوس خیر کا اثر ہی طاعت مین فقط وقت کا

لحاظ کریکہ کہ کم رغبت ہو جاوا ایک مکر ہی شیطان کا جس سے شیطان سنا للہ کھانے والونکو دم دیا کرتا ہی
اس مکر کی بنیاد پر لوگ تین طرح کے ہین ایک تو وہ جنھون نے اپنی جان پر ظلم کیا دوسرے وہ جو خیرات
مین آگے بڑہ گئے تیسرے میانہ رو سو جو سابق فی الخیرات ہین وہ شیطان کو یہہ جواب دیتے ہین کہ ہم
تجکو وو بارستا ہین گے اور دو طور سے ذلیل کرین گے پہر حرکت زبان کے ساتھہ حرکت دل کو بہی
شامل کر لیتے ہین یہہ ویسی بات ہی کہ کوئی زخم شیطان کا علاج کرے اور اوسپر نمک چھڑک دے غالم لنفسہ
وہ لوگ ہین جو آپ کو واقعف دقایق عارف حقایق سمجھکر اخلاص دل سے عاجز ہین اسلئے عادت زبان
کے ساتھہ ذکر کی بہی چھوڑ دیتے ہین انپر شیطان کی خوب بن پڑتی ہی اور کمال مرتبہ کی باہم موافقت
ہو جاتی ہی بلکہ بحکم سنگ زرد برادر شغال دونون ایک ہی چیز ہو جاتے ہین میانہ رو وہ لوگ ہین جو
برخلاف شیطان کے اپنے دل کو عمل مین شریک تو نہین کر سکتے مگر اتنا جانتے ہین کہ فقط ذکر زبان
بہ نسبت ذکر قلب کے ناقص ہوتا ہی معہذا خاموشی اور لغو گوئی سے بہتر ہی غرضکہ آدمی اس خیال
سے حرکت زبان کو نہ چھوڑے بلکہ اللہ سے دعا کرتا رہے کہ جسطرح تو نے میری زبان کو عادت
غیر کی ڈالی ہی ایسا ہی دل کو بہی شریک زبان کر ایسے شخص کی مثال ایسی ہی جیسے کوئی جولاہہ اپنے
کام کو برا سمجہکر محرر متصدی بن جائے دوسری مثال یہہ ہی کہ جولاہہ اپنا پیشہ برا جانکر حلال خور کا
کام کرنے لگے میانہ رو کی مثال ایسی ہی جیسے کوئی نوربافت جو کتابت سے عاجز ہی یہہ کہے کہ مین اس
پیشہ کے مذموم ہونے کا انکار نہین کرتا ہون لیکن پیشہ بہ نسبت کتابت کے برا ہی نہ بہ نسبت پاخانہ
اوٹھانے کے اور جبکہ مجہے کتابت نہین آتی ہی تو پہر مین اپنا پیشہ کیون چھوڑون امام جعفر صادق
فرماتے ہین اللہ نے چار چیزین چار چیزون مین مخفی رکھی ہین ایک اپنی رضامندی اپنی طاعت مین
سو تم کسی طاعت کو حقیر نہ جانو شاید رضاے الٰہی اوسی طاعت مین ہو دوسرے اپنے غضب کو
گناہون مین سو تم کسی معصیت کو حقیر و قلیل نہ سمجہو شاید اوسکا غضب اوسی معصیت مین ہو تیسرے
اپنی ولایت کو بندون مین سو تم کسی بندہ مسلمان کو حقیر فقیر نہ جانو شاید وہی اللہ کا ولی ہو چوتھے
اجابت کو دعا مین سو دعا مانگنا نہ چھوڑو شاید اوسی مین قبولیت ہو و باللہ الاستعانۃ۔

باب ۹

آدمی دو طرح کے ہوتے ہین ایک تو وہ ہین جنکو کچھہ سیل بری بات کا نہین اونکا نشو و نما شر سے بچنے اور خیر کرنے ہی پر ہوا ہی جسطرح حدیث عقبہ بن عامر مین رفعاً آیا ہی یعجب ربک من شاب لیس له صبوة رواه احمد و الطبرانی اسکی سند مین ابن لہیعہ ضعیف ہی مراد صبوة سے جہل و لہو ہی سو ایسے لوگ کمیاب و عزیز الوجود ہوتے ہین دوسرے وہ ہین جو گناہ کرنے سے نہین بچتے پھر یہہ دو طرح ہین ایک مصر دوسرے تائب یہان مراد ہماری بیان کرنا علاج دفع اصرار کا ہی کیونکہ شفا بر توبہ بغیر دوا اسکے میسر نہین آتی ہی سو مرض اصرار کا سبب غفلت و شہوت ہی غفلت سب برائیونکی جڑ ہی کما قال تعالی اولئک هم الغافلون لا جرم انهم فی الآخرة هم الخاسرون سو غفلت کی ضد علم ہی اور شہوت کی ضد ترک کرنا محرکات شہوتکا ہی لہذا علاج توبہ کا بھی وہی معجون ہوگی کہ جس مین علاوہ علم کی اور تلخی صبر کی موجود ہوگی سو علاج اصرار کا پہلے ایمان لانا ہی اصل شرع پر یعنی یہہ جانے کہ سعادت اخروی کا یہی ایک سبب ہی جسکو طاعت کہتے ہین اور شقاوت اخروی کا یہی ایک سبب ہی جسکو معصیت بولتے ہین اس ایمان کا ہونا ضرور ہی خواہ تحقیقاً ہو یا تقلیداً دوسرے مصر کو حضرت کے صادق ہونے پر ایمان لانا یقین کرنا چاہیے کہ جو کچھہ آپنے فرمایا ہی ویسا ہی ہوگا بال برابر خلاف اوسکے نہوگا تیسرے اون آیات و احادیثکو سننا اور پڑہنا لازم ہی جنمین غیب تقوی کی اور ڈرانا ارتکاب معاصی و اتباع خواہش نفس سے آیا ہی جو کچھہ اس باب مین سنے اوسکو بلا تردد مانے تاکہ اوس سے خوف پیدا ہو جس سے صبر کو قوت ہوتی ہی اور یہی صبر دوسرا جزو اعظم اس علاج کا ہے چوتھے یہہ کہ ہر آدمی سارے شہوات اور کل معاصی کا مرتکب نہین ہوتا ہی بلکہ ہر مومن کے لئے ایک گناہ یا چند گناہ خاص ہوتے ہین اسلئے اوسکو سر دست اتنا جاننا چاہیے کہ یہہ امور گناہ ہین پھر یہہ جانے کہ ان گناہون کی آفات ہین اور انسے دین مین اتنا نقصان ہی پھر یہہ جانے کہ انسے صبر کسطرح پر ہوسکتا ہی پھر یہہ جانے کہ پچہلے گناہ کیونکر مٹاسے جائین تو یہہ وہ علوم ہین جنکو علما خاص ورثہ انبیا جانتے ہین گنہگار کو جب اپنا گناہ معلوم ہوگیا تو اب وہ اپنے روگ کا علاج کسی عالم سے شروع

شروع کرے اور اگر وہ نجانے کہ جس کام کو مین کرتا ہون وہ گناہ ہی تو عالم کو چاہیئے کہ یہہ بات اوسکو سمجھا دے
اور اس بات کا انتظار نکرے کہ کوئی پوچھے تو بتاؤن بلکہ خود ایسے لوگونکو بلا کر فہمائش کا کفیل ہو اور
یہہ بات سب علما پر فرض ہی اور تمام سلاطین پر فرض ہی کہ ہر ایک گانؤن و محلہ مین ایک عالم متدین مقرر
کردین جو لوگونکو دین سکہا یا کرے کیونکہ آدمی سب جاہل پیدا ہوتے ہین تو پہنچنا دعوت اسلام
کا واسطے اصل و فرع کے ضرور ہی دل کی بیماری جو بہ نسبت بدن کے زیادہ ہو گئی ہی اوسکی تین وجہین
ہین ایک تو یہہ کہ مریض دل کو یہہ معلوم نہین ہوتا کہ مین مریض ہون دوسرے یہہ کہ انجام اس مرض کا
دنیا مین مشاہدہ نہین ہوتا مرض بدن کا انجام تو سب دیکھتے ہین کہ موت ہوتی ہی اور موت کے بعد کا
احوال کسیکو نہین سوجہتا گناہون کا انجام دل کی موت ہی جو دنیا مین معلوم نہین پڑتی اسیلئے لوگون کو
گناہ سے نفرت نہین ہوتی یا کم ہوتی ہی گو مرتکب جان لے کہ مین گناہ کرتا ہون تیسری وجہ جو مرض لاعلاج
یہہ ہی کہ طبیب نایاب ہی کیونکہ اس مرض کے اطبا علما ہین وہ اس زمانے مین خود ہی مرض سخت مین
مبتلا ہین جسکی دوا سے تھک گئے ہین ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند ع مژدہ باد ای مرگ
عیسی آپ ہی بیمار ہی * غرضکہ اب نہ دوا کا نام رہا ہی نہ طبیب کا نشان بلکہ طبیب تو خود طرح طرح
کے بہکانے مین لگے ہین کاش نصیحت نکرتے تو خیانت ہی چہوڑ دیتے اور اگر اصلاح نہ چاہتے تو فساد
ہی سے دست بردار ہوتے بلکہ اگر بالکل چپ رہتے اور کچہہ نہ بولتے تو اور بھی بہتر ہوتا

کون رہبر بن سکے جب خضر بہکانے لگے		جب مسیحا دشمن جان ہو تو کیونکر ہو علاج

ف عالم جب کسیکو وعظ و نصیحت کرے تو چار قسم کا لحاظ رکھے ایک یہ کہ جو آیات و احادیث تخویف
گناہگارون مین آئی ہین اونکو بیان کرے اور کثرت سے بیان کرے اگر دعوی وراثت حضرت کا کرتا
ہی اسلئے کہ آپ نے روپیہ اشرفی نہین چہوڑا تہا ہی علم و حکمت چہوڑا ہی اور ہر عالم کو اوسمین سے
اوتنا ہی ملا ہی جتنا اوسنے قبول کیا اور دستور العمل ٹہیرایا دوسرے یہ کہ حکایات انبیا و سلف صلحا کا
ذکر کرے کہ بسبب گناہونکے اونپر کیسے کیسے مصائب گذرے جیسے آدم علیہ السلام کا حال کہ بدولت
ایک گناہ کے کیا کچہہ تکالیف اوٹھائی جنت سے نکالے گئے اس طرحکی حکایات دلپسند تاثیر کرتی ہین

اور اونکا نفع محسوس ہوتا ہی تیسرے یہہ کہ لوگونسے کہے کہ دنیا مین بسبب گناہونکے توقع نزول
عقوبت کی ہوتی ہی اور جتنی مصیبتین بندے پر پڑتی ہین وہ گناہونکے سبب ہوتی ہین اکثر آدمی
امر آخرت مین سہل انکاری کرتے ہین مگر عذاب دنیا سے بوجہ جہل زیادہ ڈرتے ہین تو ضرور ہو اگر
ایسے لوگونکو ایسے زواجر سے راہ راست پر لایا جاوے کیونکہ ایسا ہوتا ہی کہ گناہونکی نحوست دنیا مین
بھی آدمی پر آتی ہی کبھی رزق تنگ ہوجاتا ہی کبھی دشمن غالب اجاتا ہی چوتھے یہہ کہ جو جو سزا جزا
جس جس گناہ پر آئی ہی اوسکو الگ الگ بیان کرے جیسے شراب زنا چوری قتل غیبت کبر حسد
اور جو شخص جس بات کا اہل ہو اوس سے اوسی بات کا حال بیان کرے بے موقع بیان کرنا
ایسا ہی جیسے بیماری کچھہ ہو اور دوا کچھہ کرے ایک شخص نے حضرت سے وصیت چاہی تھی اوسکو
فرمایا کہ تو غصہ نکیا کر دوسرے نے وصیت چاہی فرمایا جھوٹ مت بولا کر یہہ اسلئے کہ ایک مین
مرض غضب دوسرے مین مرض کذب پایا ویسا ہی وعظ کیا **حکایت** کسی نے معاذ رضی
سے کہا مجھے کچھہ وصیت کرو کہا اگر تو رحم کیا کرے تو مین تیرے لئیے جنت کا کفیل ہوتا ہون
گویا فراست سے اوسکا سخت دل ہونا جان لیا تھا اسلیے رحم کی وصیت کی غرضکہ نصیحت و پند مناسب
حال سائل ہو نہ لایق شان قائل **حکایت** ابو حازم نے بجواب ایک طالب وصیت کے کہا کہ جو کام
ایسا ہو کہ اگر قضا اوسمین تجکو موت آوے تو تجھے اوسپر مرنا اچھا لگے تو تو اوس کام کو ضرور کیا کر اور
جو کام اسطرح کا ہو کہ اگر اوسکے کرتے وقت دم نکل جاوے تو تو اوس مرنے کو مصیبت جانے تو ایسے کام
سے بچیا رہا کر دوسرا جز مرض اصرار کا بطور علاج کے صبر ہے اسلئے کہ بیماری جو بڑہتی ہی تو نقد مضر
چیزونکے استعمال سے بڑہتی ہی اور استعمال شئی مضر کا دو سبب سے ہوتا ہی یا تو بوجہ غفلت کے ضرر سے
یا بسبب غلبہ شہوت کے سو جسطرح کہ بیمار کو بہر حال تلخی صبر ضرور ہی اسیطرح علاج شہوات معاصی کا
ہونا چاہیے اول علم ضرر حاصل کرے اس سے غفلت دور ہوگی پھر دفع شہوت کے پیچھے لگے مثلاً
روزہ رکھے طعام لذیذ نہ کھاوے تاکہ شہوت ضعیف ہوجاوے صبر بدون خوف کے اور خوف
بدون علم کے اور علم بدون بصیرت و تامل کے حاصل نہین ہوتا گو کبھی سماع و تقلید سے بھی حاصل

ہو سکتا ہو رہی یہہ بات کہ اصرار کرنے والے کو ایماندار کہین یا نہین سو اصرار سے ایمان گم نہین ہوتا
ہی بلکہ کم پڑجاتا ہی کیونکہ یہہ بات تو ہر ایک ایماندار جانتا اور مانتا ہو کہ گناہ سے اللہ کی دوری اور
عذاب آخرت ہوتا ہی معہذا جو وہ مبتلاے گناہ ہی تو اسکی کئی وجہین ہین ایک یہہ کہ جس عذاب کی تخو
آگی ہو وہ نظر سے غائب ہی حاضر نہین اور آدمی کی سرشت یہہ ٹھیری ہی کہ جتنا اثر اوسکو حاضر سے ہوتا ہے
اوتنا غائب سے نہین ہوتا اسلیئے تاثیر موعود بہ نسبت شئی موجود کے ضعیف ہوتی ہی دوسرے وہ شہوات
جو باعث معاصی کے ہوتے ہین اونکی لذات نقد ہین گلے کی ہار ہو رہی ہین عادت و الفت نے اور
زیادہ اونکو قوت و غلبہ بخشا ہی کیونکہ عادت ایک دوسری طبیعت ہو جاتی ہی اور لذت حال کو بخوف
آئیندہ ترک کرنا نفس پر مشکل ہوتا ہی **کما قال تعالی** کلا بل تحبون العاجلہ و تذرون الاخرۃ
اور فرمایا بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا اور اس امر کی دشواری حدیث سے بھی ثابت ہی **کما قال** حفت الجنۃ
بالمکارہ و حفت النار بالشہوات غرضکہ موجودگی شہوت کی سردست اور دیر مین ہونا انجام
عذاب کا دو کیلے ہوے سبب ہین واسطے اصرار کے باآنکہ اصل ایمان موجود ہی تیسرے یہہ کہ مومن عاصی
اکثر ارادہ توبہ کا رکھتا ہی اور محو کرنا اپنے سیئات کا حسنات سے چاہتا ہی اور شرع شریف مین یہہ
وعدہ بھی آیا ہی کہ سیئات حسنات سے دور ہو جاتے ہین لیکن چونکہ امل غالب ہی طبایع پر اسلیئے وہ ہمیشہ توبہ مین
تاخیر کرتا رہتا ہی یعنی باوجود ایمان کے بامید توفیق توبہ مرتکب گناہ کا ہوتا ہی چوتھے یہہ کہ کوئی مسلمان
مومن ایسا نہین ہی جسکو یہہ اعتقاد نہو کہ گناہ موجب ایسی عقوبت کے نہین ہوتے ہین جنکا معاف ہونا ناممکن
ہو اسلیئے گناہ کرتے ہین اور اللہ کے فضل پر بھروسہ کرکے توقع عفو کی رکھتے ہین **س**

ہم بھی کہین گے داور محشر سے روز حشر		کیا کیا گنہ کئے تری رحمت کے زور پر

یہہ چار وجوہ ہین کہ باوجود باقی رہنے اصل ایمان کے موجب اصرار کے گناہون پر ہوتے ہین پھر کبھی کوئی
مجرم ایک پانچوین وجہ سے بھی گناہ کرتا ہی جس سے اصل ایمان مین بھی خلل آجاتا ہی نعوذ باللہ منہ وہ وجہ
یہہ ہی کہ سرے سے گنہگار کو حضرت صلعم کے سچے ہونے مین شک ہوتا ہی اسکا نام کفر ہے اب پانچوین وجہ کا
علاج سنو پہلی وجہ کا یہہ علاج ہی کہ یون سوچے کہ جو چیز ہونے والی ہی وہ ہوکر رہیگی اور آنے والی

چیز آچکی ہی یعنی روز فردا نزدیک ہی اور موت جوتی کے تسمہ سے بھی زیادہ تر نزدیک ہی تو کیا معلوم
قیامت بھی نزدیک ہو انھم یرونہ بعیدا ونراہ قریبا اور فرمایا اقتربت الساعۃ وانشق
القمر وما اقرب ما ھو آت تو جسوقت قیامت آکھڑی ہوئی تب ہی موجود ہوجائیگی اور
دنیا مین خوف آیندہ کے لیے کیا کچھ فی الحال تعب ومشقت اوٹھاتے ہین اس ڈر سے کہ کہین محتاج ہوجائین
بر و بحر کا سفر کرکے نفع حاصل کرتے ہین کہ اوسوقت کام آسے ع زر سفید بود از برای روز سیاہ

	بلای بود پیری و نیستی		مبادا کہ در دہر دیر ایستی	

دنیا کا فراق بھی ضروری ہی دنیا کی ہستی کو ازل وابد کی نیستی سے کچھ نسبت نہین تو دل مین کہے کہ میری
عقل کو زیبا نہین کہ قول پیغمبر کو کم سمجھون یا عذاب دوزخ کو ہلکا جانون وہان کا ہر دن برابر
پچاس ہزار دن دنیا کے ہوگا اسی طرح فکر سے دوسری وجہ کا بھی علاج ہو سکتا ہی یعنی اگر وجہ گناہ
کی لذت ہی تو یہ ذرا اوسکو نفس سے چھڑاے اور یون کہے کہ جب مین اس لذت کو زندگی بھر نہین چھوڑ
سکتا حالانکہ اس زندگی کے دن بہت تھوڑے ہین تو ابد الاباد کی لذت کسطرح مجھسے چھوٹ سکیگی
اور یہہ ذرا سا رنج صبر اگر نہین اوٹھہ سکتا تو عذاب دوزخ کی برداشت کیونکر ہوسکیگی اور جبکہ آسایش
زیبایش دنیا پر جو نہین کدورت و تغیر رہتا ہی اور کوئی مزہ خالی رنج و غم سے نہین ہی صبر نہین ہوسکتا
ہی تو پھر آخرت کی لذات سے کیسے صبر ہوگا تیسری وجہ کے لیے یہہ سوچے کہ اکثر فریاد اہل نار کی اسی سے
ہوگی کہ ہمنے توبہ کے وقت کو کیون ٹالا ٹالنے والے کی بنیاد ایسی چیز پر ہی کہ جو اوسکے اختیار مین
نہین یعنی فرض کر لیتا ہی کہ مین آگے موجود رہونگا اور توبہ کر لونگا یہہ کہانسے اوسنے جانا کہ وہ زندہ
بھی رہیگا شاید جب تک مرجاے اور اگر زندہ بھی رہا تو گناہ نہ چھوڑ سکے جیسا کہ اب نہین چھوڑ سکتا
چوتھی وجہ کے لئے علاج وہی ہی جو پہلے گذر چکی اسکی وہی کہاوت ہی کہ کوئی شخص اپنا سارا مال اوٹھا کر
اور خود مع اہل و عیال فقیر ہوکر یہہ توقع کرے کہ اللہ اپنے فضل سے کسی ویرانے مین خزانہ بتلا دیگا
سو اگرچہ یہہ امر ممکن ہی اور کبھی ایسا ہو بھی گیا ہی لکن جو کوئی اسپر تکیہ کرکے اپنا مال ضائع برباد کرے
وہ پرلا احمق ہی اسیطرح گناہ کا معاف ہونا ہرچند ممکن ہے مگر خواہی نخواہی اوسپر تکیہ کرنا داخل

جہالت ہی رہتی پانچوین وجہ اوسکے علاج وہ اسباب ہین جنسے صدق رسول کا جانا جاسے وہ اگرچہ
لمبے چوڑے ہین مگر جو قریب عقل ایسے شخص کے ہون اونسے اوسکا علاج ہوسکتا ہی علی مرتضی نے ایک شخص
سے جسکو امر آخرت مین شک تھا کہا تھا کہ اگر تیرا کہنا ٹھیک ہی تو ہم اور تو دونون بچینگے اور اگر ہمارا کہنا
ٹھیک ہی تو ہم بچینگے اور تو تباہ ہوگا احمد بن سلیمان تنوخی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

قال المنجم والطبیب کلاھما	لا تبعث الاموات قلت الیکما
ان صح قولکما فلست بخاسر	او صح قولی فالخسار علیکما

باقی رہی یہ بات کہ توبہ کن گناہون سے ہوتی ہی سو وہ سارے صغائر و کبائر ہین غزالی رح نے بیان اقسام
ذنوب و بیان توزیع درجات و درکات اور بیان اون امور کا جنسے صغائر ذنوب کبائر معاصی ہو جاتے ہین
بسط سے کیا ہی جنکا خلاصہ اونکی تحریر و تقریر کا رسالہ طبقات العباد بالاضافۃ الی حال المعاد مین لکھا ہی۔

باب ۱۰

وہ گناہ جو گناہون کو شامل ہی اوسکی دو قسمین ہین ایک وہ ہی جسکا تعلق حق آدمی سے نہین ہی دوسرے
وہ ہی جو متعلق حق آدمی ہی اسکا بیان اگرچہ بذیل ابواب سابقہ کسیقدر ہو چکا ہی لیکن اس جگہ زواجر سے
بطور اختصار بیان اوسکا کیا جاتا ہی پہلی قسم مثل وطی اجنبیہ کے ہی سوا شرمگاہ کے اور جیسے پینا شراب کا
ایسے گناہ سے توبہ کرنے کے لئے شروط یا ارکان ہین جن مین اختلاف ہی راجح یہ ہی کہ حقیقت مین کچھ اختلاف
نہین ہی جنہنے لفظ توبہ سے معنی لغوی کا ارادہ کیا یعنی رجوع اونسے کہا کہ توبہ کے لئے شروط ہین اور جنہنے
معنی شرعی مراد لئے اونسے کہا کہ ارکان ہین یہی قول اہل اصول کا بھی ہی توبہ کہتے ہین ندامت کو بدلیل
حدیث الندم توبۃ ترک بازرہنا فی الحال اور عزم عدم عود کا زمانہ استقبال مین سو یہ ثمرے ہین ندامت
کا کچھ شروط توبہ نہین ہین کیونکہ توبہ بے انکے محال ہی اسلئے کہ توبہ اللہ کے لئے ہوتی ہی اور جب اسکے
لئے ہوئی تو یہ دونون امر اوسکو لازم ہین حدیث مین جو فقط ذکر ندامت کا آیا ہی سو اسلئے کہ بڑا رکن توبہ کا
یہی سوزش پشیمانی کی ہی کقولہ صلعم الحج عرفۃ تاج سبکی نے درمیان

قول اصولیین وفقہا کے اسطرح تطبیق کی ہی کہ پہلے توبہ کی تفسیر ساتھ ندم کے فرمائی پھر کہا کہ تحقق
ندم کا نہین ہوتا مگر ساتھ بقیہ امور کے جنکو فقہا نے اعتبار کیا ہی وہ تین یا پانچ یا زیادہ ہین ایک ندامت
گذشتہ پر اسکا اعتبار و شمار جب ہی کہ یہ پشیمانی فوت رعایت حق الٰہی پر اور گناہ مین پڑنے پر اللہ سے
شرماکر ہو اور عدم رعایت حق مذکور پر تاسف و افسوس کرے کسی حظ دنیا کے لئے نہو جیسے عار یا تباہی
مال یا تعب بدن یا اسلیے کہ مقتول اوسکا فرزند ہی اگر اسطرحکی بات پر ندم ہوگا تو وہ معتبر نہ ٹھیرے گا اصولیین
وفقہا نے یون ہی کہا ہی اگرچہ تصریح نہین کی اسلئے کہ توبہ ایک عبادت ہی یہ سوا اللہ کے دوسرے
کے لئے نہین ہوتی ہی اگر کسی اور غرض سے یہ توبہ کی ہی تو پھر معتبر نہ ہوگی گو یون کہا ہی کہ خاصیت توبہ کی
یہ ہے کہ شیطان کو اوسپر راہ نہین ہوتی ہی کیونکہ یہ ایک امر باطنی ہی محتاج طرف اخلاص کے نہین ہے
کہ مقبول ہو اسمین عجب و ریا کا بھی کچھ دخل نہین ہوتا ہی اور [illegible] کوئی مطلع ہی ابو القاسم قشیری
نے کہا ہی توبہ کی یہ شرط ہی کہ گناہ گذشتہ کو یاد کرکے پشیمان ہو اگر ایک گناہ کرکے بھول گیا ہی پھر مجملاً سب گناہون
سے توبہ کی اور یہ ارادہ مضبوط کر لیا کہ اب کبھی وہ گناہ نہین کرونگا تو یہ توبہ اوس بھولے ہوے گناہ سے
بھی ہوگئی جب تک کہ اوسکو بھولا ہوا ہی ایسے شخص سے مطالبہ توبہ کا بابت گناہ فراموش شدہ نکیا جائیگا
ہان جب اللہ سے جاکر ملیگا تو اوس لغزش کی بازپرس ہوگی جسطرح اگر کسیکا قرض اوسپر ہوتا اور یہ بھول جاتا
یا ادا کرنے کی طاقت نہ پاتا تو فی الحال بسبب نسیان یا تہیدستی کے مطالبہ نکیا جاتا لیکن جب اللہ سے ملیگا تو
مطالبہ قرض کا اس سے ضرور ہوگا ہمارے نزدیک توبہ کرنا ایک گناہ سے دوسرے گناہ سے صحیح ہی اور سب
گناہون سے جملۃً بغیر تفاصیل تائب ہونا صحیح نہین ہی زرکشی نے کہا یہ ظاہر ہی کیونکہ توبہ عبارت ہی ندم سے
اور تحقق ندم کا نہین ہوتا مگر اوس وقت کہ جو کچھ کیا ہی اوسکو یاد کرکے تائب ہو تا کہ ندامت اون افعال پر متصور
ہوسکے قاضی ابوبکر نے کہا اگر تفصیل گناہونکی یاد نہو تو یون کہے ان کان لی ذنب لم اعلمه فانی
تائب الی اللہ یہ جب ہے کہ اپنے نفس کے گناہون کو جانتا ہے مگر یاد
نہین ہین اور اگر کوئی گناہ اپنے نفس کا نہین جانتا تو نادم ہونا کار ناکردہ پر
محال ہے اور اگر اپنے گناہ کو جانتا ہے لیکن یاد کرنے مین

متعین نہین ہی تو ہو سکتا ہی کہ ارتکاب مخالفت پر علی الجملہ نادم ہو پیر عزم کرے کہ اب آیندہ اوسطرح کی
مخالفت ہرگز نہین کرونگا انتہی حاصل اس عبارت قاضی کا یہ ہوا کہ اگر کوئی گنہگار ایک گناہ یا بہت سے
گناہون کا عالم ہے ساتھہ اون گناہون کے اور اوسکو وہ گناہ اپنے یاد ہین تفصیلاً یا اجمالاً تو وہ یون
کہے کہ اگر مجھسے کوئی ایسا گناہ ہوا ہی جسکو مین نہین جانتا ہون تو مین اوس گناہ سے بھی تائب الی اللہ
ہوتا ہون اور اوسکے عقاب سے طلب مغفرت کی کرتا ہون اور واجب نہین ہی اوسپر توبہ کرنا اوس
چیز سے جسکا وہ عالم نہین ہی یا عالم ہے مگر اوسکے گناہ ہونے کا اعتقاد نہین رکھتا ہی یا اوسکے دل مین
خطرہ اوسکا نہین ہوا ہی بلکہ ایسی صورت مین اجمالاً استغفار کرے اور اگر اوسکو سارے گناہ اپنے
یاد ہین اور بعض سے اوسنے توبہ کی تو بھی یہہ توبہ صحیح ہی اور اگر تفصیلاً اون سب گناہونکو جانتا ہے
تو پھر اوسکو توبہ کرنا آحاد اون ذنوب سے علی التفصیل لازم ہی توبہ واحدہ اوسکو کفایت نہین کریگی
بخلاف اوس توبہ کے جو گناہ نامعلوم سے کی ہی شیخ عزالدین نے کہا ہی یتذکر الذنوب السالفۃ
ما امکن تذکرہ وما تعذر فلا یلزمہ ما لایقدر علیہ انتہی یعنی جہان تک ہوسکے گناہان گذشتہ
کو یاد کرکے توبہ کرے اور جسکا یاد لانا مشکل و دشوار ہی تو امر نامقدور اوسکو لازم نہین آتا ہے دوسری
شرط توبہ کی یہہ ہی کہ عزم بالجزم کرے کہ زمان آیندہ مین پھر ویسا کام یا وہی کام نکرونگا لکن یہہ
اوس شخص کے حق مین متصور ہے کہ جو اگلے سے گناہ کرنے پر قدرت رکھتا ہی اور جو شخص کہ بعد زنا کے
بریدہ آلت ہوگیا ہی یا بعد قذف کے اوسکی زبان کاٹ ڈالی گئی ہی پھر اوسکے حق مین یہہ شرط یون ہی
کہ ارادہ ترک کا کرلے اگر گناہ پر فرضاً قدرت پاوے اس سے معلوم ہوا کہ توبہ اوس شخص کی جو عود سے
عاجز ہے صحیح ہی استاذ ابو اسحق کہتے ہین گناہ سے توبہ کرنا باوجود قائم رہنے کے اوس جیسے گناہ پر
صحیح ہی مثلاً ایک عورت سے زنا کرنے کی توبہ کی اور دوسری عورت سے اوسیطرح پر زنا کرتا ہی تو یہہ
توبہ صحیح ہوگی یا ایک عورت سے دوبار زنا کیا اور ایک بار کے زنا سے توبہ کی نہ دوسری بار کے زنا سے
تو یہہ توبہ بھی درست ہوگی لکن اصحاب اسکا انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ شرط صحت توبہ کی یہہ ہی کہ عدم
عود پر طرف اوس طرح کے گناہ کے عزم کرے کیونکہ توبہ باوجود اصرار کے مثل پر اوس گناہ کے محال ہی انتہی

حلیمی کا قول یہہ ہے کہ ایک کبیرہ سے نہ دوسرے سے جو اسکی جنس کا نہین ہی توبہ کرنا صحیح ہی اس سے یہہ
معلوم ہوا کہ اگر ایک جنس کا گناہ ہوگا تو توبہ درست نہ ہوگی استاذ ابو بکر نے اسکی تصریح کی ہی مگر استاذ
ابو اسحق اسکے مخالف ہین شارح ارشاد کہتے ہین قاضی نے کہا ہی سلف امت مین کچہہ خلاف نہین ہے
اسمین کہ توبہ بعض قبایح سے باوجود مقام کے دوسرے قبایح پر صحیح ہی امام نے کہا توبہ کو ارتیاط ساتھہ
دواعی کے ہی بدون اونکے توبہ صحیح نہین ہوتی ہی پھر دواعی مختلف ہین بعض اونمین حقوق عباد ہین
اسلئے کہ اس باب مین بہت سے زواجر آئے ہین لہذا جب ایک گناہ سے توبہ کریگا اور اوسی طرحکے دوسرے
گناہ پر اصرار باوجود استوار دواعی کے رکہتا ہوگا تو وہ توبہ درست نہ ہوگی اور اگر دونون جنس مختلف ہین
جیسے قتل و شرب اور دواعی بھی ان دونون مین یکسان ہین تو ہر ایک گناہ سے توبہ کرنا باوجود صرار
کے دوسرے گناہ پر صحیح نہ ہوگا اسلئے کہ یہہ دونون گناہ اوس بات مین جسکے سبب سے وہ نادم ہوا ہے
برابر و یکسان ہین مثلاً توبہ اسلئے کرتا ہی کہ وہ کام مخالفت الٰہی و معصیت خدا ہی اور اگر اسلئے کرتا ہی
کہ اوس گناہ کی بڑی سزا ہی اور دوسرے گناہ مین اسطرحکا اعتقاد نہین رکھتا ہی تو تبعیض ندم کی
صحیح ہی اذرعی نے کہا مذہب مشہور اہل سنت یہی ہی کہ توبہ بعض ذنوب سے باوجود اصرار کے
بعض ذنوب پہ درست ہوتی ہی تیسری شرط یہہ ہی کہ فی الحال اوس گناہ کو ترک کر دے اگر ساتھہ اوسکے
متلبس ہے یا عود پہ مصر ہی اسکا شرط ہونا رافعی نے صحاب سے نقل کیا ہی لکن جو قید ہمنے لگائی ہی وہ
ذکر نہین کی اسیلئے یہہ اعتراض کیا ہی کہ جمہور نے کچہہ تعرض اس شرط سے نہین کیا سو جواب اسکا
یہہ ہی کہ جنے اس شرط کو چھوڑ دیا اوسنے نظر طرف غیر متلبس و مصر کے کی کیونکہ انسے اقلاع متصور
نہین ہو سکتا ہی اور جسنے یہہ شرط ذکر کی ہی اوسنے طرف متلبس مصر کے دیکھا تو اب ان دونون کو ترک
کرنا اوس گناہ کا قطعاً ضرور ہی کیونکہ محال ہونا ندامت حقیقی کا کسی شی پر جسکا وہ فی الحال ملازم ہے
یا اوسکی معاودت پر عزم رکھتا ہی محال ہی کیونکہ ندم کو حزن کرنا دلت پر لازم ہی اور یہہ حزن بدون ترک
اوس گناہ کے مع عزم و عدم معاودت جب تک کہ باقی ہی میسر نہین ہو سکتا ہی چوتھی شرط یہہ ہی کہ مستغفر
استغفار بھی کرے ایک جماعت اسکی قائل ہی وسیط مین کہا ہی کہ فاسق کو کہنا اس بات کا کہ مینے توبہ کی

ضرور ہے قاضی حسین کہتے ہین کہ زبان سے استغفار کرے ظاہراً و باطناً وقت ظہور گناہ کے
بلقینی نے کہا ظاہر کتاب و سنت یہہ ہی کہ گناہ گو باطن ہو لکن اظہار اوسکا قولاً واسطے ندامت کے
گناہ پر ضرور ہے یعنی یون کہے استغفر اللہ من ذنبی اور رب اغفر لی خطیئتی او تبت
الی اللہ من ذنبی مگر ابن رفعہ نے کہا ہے وہ توبہ باطن کی جسکے پیچھے توبہ ظاہر لگی ہو اور اوسپر ترتب
غفران گناہ کا ہو وہ درست ہوتی ہے جبکہ اوس سے تعلق کسی ایسی معصیت کا نہ ہو جسمین حد مقرر ہے
اور نہ تعلق کسی مال کا یا حق عباد کا ہو جیسے بوسہ لینا کسی عورت بیگانہ کا یا جلق مارنا او مثل اسکے
دوام رہتے ایک ندامت گذشتہ پر دوسرے ارادہ نکرنے کا آیندہ مین پھر کبھی اس مطلب کو یون ادا
کرتے ہین کہ ماضی پر استغفار کرے اور مستقبل مین ترک اصرار قال تعالی والذین اذا فعلوا
فاحشۃ الخ یہی قول بندنیجی و قاضی ابو الطیب و ماوردی و ابن الصباغ و بغوی و محاملی و
سلیم رازی و غیرہم کا بھی ہے انتہی پانچوین شرط یہہ ہی کہ توبہ اپنے وقت پر واقع ہو یعنی غرغرہ موت کے
سے پہلے چھٹی شرط یہہ ہے کہ بطور اضطرار بظہور آیات نہ ہو جیسے طلوع آفتاب جانب مغرب سے
بعض علما نے کہا ہی کہ اگر سورج پچھم سے نکلا اور یہہ دیوانہ تھا پھر ہوش مین آگیا تو اوسکی توبہ صحیح
ہوگی بسبب عذر سابق کے لکن یہہ قول غریب ہی ساتوین شرط یہہ ہے کہ جس جگہہ وہ گناہ ہوا ہی
اوسکو چھوڑ دے اسکو زمخشری نے ذکر کیا ہی یہہ قول شاذ ہے مگر صاحب تنبیہ نے اسکو مستحب کہا ہے
اور لکھا ہی کہ حاجی کے لیے یہہ بات مسنون ہی کہ جس جگہہ اپنی بی بی سے اوسنے صحبت کی ہی اوس
جگہہ سے جدا ہو جاسے یعنی اس لئے کہ کبھی نفس اوسکو یاد کرکے معصیت مین گرفتار رہوتا ہی جسطرح
کہ ہمارے زمانہ مین واقع ہوا کہ ایک آدمی سے اپنی بی بی کے افساد معصیت آیا تھا جب لوٹ مزدلفہ مین پہنچے نجات
کی پھر ایک سال تک مکہ مین رہا تاکہ سال آیندہ مین حج قضا کرے پھر اوسی جگہ پہنچ کر جماع کیا او سال سوم
تک ٹھیرا رہا پھر یہی اتفاق ہوا جب نہایت تنگ ہوا چوتھی بار مین بی بی کو الگ کر دیا اپنے ہمراہ نہ رکھا تو اسطرح
دونو کا حج سلامت ہا آٹھوین شرط یہہ ہی کہ معصیت ہر بار توبہ جدید کیا کرے جبکہ وہ معصیت بعد توبہ کے یاد آئی قاضی
ابوبکر باقلانی نے یون ہی کہا ہی کہ اگر تجدید توبہ نکریگا تو یہہ ایک نیا گناہ ہوگا اسکی بھی توبہ کرنا واجب ٹھیریگا اگرچہ

اگلی توبہ صحیح ہی کیونکہ عبادت گذشتہ کو بعد ختم ہو جانے کے کوئی شئی خراب نہین کرتی مگر امام الحرمین
نے کہا ہے کہ یہہ تجدید واجب نہین ہے بلکہ مستحب ہی اذرعی کہتے ہین راجح یہہ ہی کہ اگر وقت یاد
آنے کے بھی اوس گناہ سے نفرت کرے تو قول امام کا ظاہر ہے اور اگر نفرت نکرے بلکہ مزا پاوے
تو پھر تجدید توبہ کی واجب ہوگی اسلئے کہ یہہ ایک معصیت تازہ ہی اوس سے توبہ کرنا واجب ہی کیونکہ
جو سچی توبہ ہوتی ہی اوسمین مقتضی اوسکا وقت یاد آنے گناہ کے افسوس وحیا ہوتا ہی الدـــے
ومن تتبع الآثار والاخبار وجد لذلك شواهد كثيرة انتہی گویا یہہ بات قول امام
سے لی ہی کہ نادم ہونا معصیت پر کچھہ دور نہین ہی اور توبہ اوسکی صحیح ہے ہان جب اوس گناہ کو
پہر یاد کرے تو چاہیے اوس سے روگردان ہو اور خوش نہو اور اسمین کچھہ خلاف نہین کہ ہمیشہ نادم
رہنا اور کوشش کرکے اوسکا یاد رکھنا لازم نہین ہی اور دوسری جگہہ کہا ہی کہ اصرار نکرنا گناہ پر لازم ہے زرکشی
یہہ بات کہا وسپر کوئی توبہ مقصود ہی سو یہہ بات نہین شامل مین کہا ہی کہ وجوب کوئی شئی نہین ہی اسلئے
کہ جو لوگ اسلام لاے تھے اونکو وہ حالات اپنے یاد تھے جو جاہلیت مین کئے تھے حالانکہ اونکو حکم یا لزوم
تجدید اسلام کا نہوا انتہی پہر یہہ خلاف وجوب مین ہی اسکے مذہب مین کچھہ خلاف نہین ہی صحیح بخاری مین
آیا ہی مومن اپنے گناہونکو ایسا دیکھتا ہی جیسے کہ گویا نیچے ایک پہاڑکے بیٹھا ہو ڈرتا ہی کہیں وہ پہاڑ
اوسپر گر نہ پڑے اور فاجر اپنے گناہونکو ایسا دیکھتا ہی جیسے ناک پر مکھی بیٹھی اشارہ کیا اوڑ گئی امام نے
اسیطرح کہا ہی اور قاضی نے اسپر یہہ بنیاد رکھی کہ توبہ سے عقاب گناہ کا دور نہین ہوتا ہی گو مرجو ومظنون
ہو لکن یقینی نہین ہی سو جب یہہ بات ٹھیری تو جب کبھی تائب اپنے گناہ کو یاد کرے اور اوسکو قبول توبہ
اور زوال عقاب کا یقین نہین ہی تو ضرور ہی دوبارہ اوس گناہ پر پشیمان ہوگا خصوصاً ایسے حال
مین کہ انجام امر کا معلوم نہین ہی تو مین شرط یہہ ہی کہ عود طرف گناہ کے نکرے جسطرح کہ باقلانی نے زعم
کیا ہی اور کہا ہی کہ اگر تائب اپنی توبہ توڑ ڈالے تو جائز ہے کہ اوسکے گناہ پہر عود کر آئین اسلئے کہ اوسنے توبہ
وفا نکی لکن اس شخص کا قصور بہ نسبت اوس شخص کے جسنے دائما اوسکو ترک کر دیا ہی کمتر ہی اذرعی نے کہا اس بنا پر
ایک شرط توبہ کی یہہ بہی ٹھیری کہ پہر عود طرف اوس گناہ کے نکرے اگر عود کریگا تو اگلی توبہ ٹوٹ جاے گی

اس بات کا فائدہ حق مین فاسق کے یون ظاہر ہوتا ہی کہ جب اوسنے توبہ کرکے عقد نکاح کیا
اور پھر عود الی الفسق کیا تو قول قاضی پر صحیح نہونا نکاح کا بسبب واضح ہوجانے فسق کے
وقت عقد کے کھل جائیگا دسوین شرط یہ ہی کہ جو حد اوسپر ثابت ہوئی ہی اوسکو وقت حکم کے اپنے اوپر
قایم کرنے دے تو اب توبہ اوسپر موقوف رہیگی تمکین استیفا رہونے استیفا پھر اگر اوسنے تمکین دی
اور امام یا نایب امام نے حد قایم نہ کی تو وہ دونون گناہگار ہوے نہ یہ شخص نایب ظاہر کلام ابن الصباغ
یہ ہی کہ یہ مشہور ہوجانا درمیان لوگونکے بمنزلہ ثبوت کے نزدیک حاکم کے ہی چنانچہ کہا ہی کہ اگر لوگون مین
مشتہر ہوگیا کہ اوسنے حد کا کام کیا ہی اور حاکم کے نزدیک ثابت نہ ہوا تو اوسکی صحت توبہ مین قدرت پانا
اقامت حد پر شرط ہوگا اگر طول عہد نہین ہوا ہی ورنہ اوسمین خلاف ہی کہ آیا طول عہد سے حد ساقط
ہوگی یا نہین اور اگر ثبوت و اشتہار کچھ نہین ہوا تو قاضی ابو الطیب کہتے ہین افضل یہ ہی کہ اپنے
نفس پر مستور رکھے قاضی حسین نے کہا ظاہر کرنا اوسکا مکروہ تنزیہی ہی مذہبی نے کہا مگر یہ کہ
بہت زمانہ گذر گیا ہو ہم کہتے ہین کہ حد بسبب تقادم عہد کے ساقط ہوجاتی ہی اوسکو درست نہین
ہے کہ اب استیفاء حد پر قدرت دے اسلئے کہ وہ ساقط ہوچکی اذرعی نے کہا محتمل ہی کہ یون کہین
کہ یہ بات جب ہوگی کہ کوئی گواہ قایم نہوا ہو اور نہ وہ گناہ اوسپر ظاہر ہوا اور اگر اوسکو ظاہر کریگا تو
اوسپر مفاسد کثیرہ مترتب ہونگے جیسے بطلان اوسکی ولایت کا وقف و ایتام وغیرہا پر اور اس سبب سے
ظالم خائن لوگ اوسپر غالب ہوجائینگے اور اگر جان کر چھپا رکھیگا تو وہ وقف وغیرہ محفوظ رہیگا
سو ایسی صورت مین ظاہر کرنا اوس معصیت کا جائز نہین ہی واسطے دور کرنے ان مفاسد کے انتہی گیارہوین
شرط یہ ہی کہ تدارک کرے اوس معصیت کا اگر کوئی عبادت ترک کی ہو جیسے نماز روزہ تو توبہ کی صحت
اوس عبادت کے قضا کرنے پر موقوف رہیگی اسلئے کہ وہ عبادت اوسپر واجب تھی فوراً اور اوسکے ترک کرنے سے
فاسق ہوگیا تھا پھر اگر مقدار نمازون کا مثلاً معلوم نہو تو غزالی نے کہا کہ تحری کرے اور جسقدر متحقق ہو
اوتنی نمازین وقت بلوغ سے قضا کرے اور اگر زکوۃ و کفارہ و نذر کو ترک کیا ہو باوجود امکان کے تو
صحت توبہ کی ایصال حق پر طرف مستحق کے موقوف رہیگی واسطے نے کہا توبہ بنی اسرائیل مین تھی

قتل نفس کے تھی کما قال تعالی فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذلکم توبہ یہہ تھی کہ وہ اپنے نفسون کو
فنا کر دین اس امت کی توبہ اوس سے بھی زیادہ سخت ہی یعنی فنا کرنا نفوس کا ہی اونکی مرادون سے
باوجود باقی رہنے رسوم ہیاکل کے اسکی تفسیر بعض نے یون کی ہی جیسے کوئی یہہ چاہے کہ ایک لوہر یا
موتی کو ایک شیشہ کے اندر توڑے حالانکہ یہہ بہت مشکل ہی لیکن جسپر اللہ آسان کر دے اوسپر آسان ہی انتہی

ف دوسری قسم وہ ہی جس سے کسی آدمی کا حق متعلق ہی اس توبہ مین بھی سارے شروط مذکورہ
شرط ہین اور اتنا اور زیادہ ہی کہ حق آدمی کو اپنے ذمہ سے ساقط کرے اگر کسیکا مال لیا ہی تو اوسکو واپس
کر دے اگر باقی ہی ورنہ بدل اوس مال کا مالک یا نائب یا اوسکے وارث کو بعد موت مالک کے دے جب تک
دیا نکریگا بری الذمہ نہوگا یہہ بھی لازم ہی کہ اس امر کا اعلام اوسکو کر دے پھر اگر کوئی وارث نہو اور
خبر بھی منقطع ہو جائے یعنی کچھہ پتہ اوسکا نہ چلے تو امام کو سپرد کر دے تاکہ بیت المال مین رکھے یا
اوس حاکم کو حوالہ کرے جسکو اجازت تصرف کی مال مصالح مین حاصل ہی پھر اگر یہہ کاروائی بھی متعذر
ہو تو عبادی وغزالی نے کہا کہ مالک کی طرف سے بہ نیت عزم خیرات کر دے رافعی نے کہا یہی حکم سائر وجوہ
مصالح کا ہی کہ وہ ملحق بہ صدقہ ہین اسنوی نے بھی اسیکو معتمد کہا ہی پھر اگر کوئی قاضی موجود نہو تو جو
شخص بنفسہ امین ہی وہ اوسکو مال مصالح مین صرف کر دے اور اگر قاضی موجود ہو لیکن اوسکو اذن
تصرف کا مال مصالح مین نہیں ہی تو اسمین کئی وجوہ ہین ایک یہہ کہ اوسیکے سپرد کر دے کہ وہ اپنے طور پر صرف
کرے اگر مال مصالح مین امین ہی دوسرے یہہ کہ قاضی کو اسطور پر حوالہ کرے کہ تا ظہور بیت المال
یا اوس چیز کے جو قایم مقام بیت المال ہی رکھہ چھوڑے یہہ تیسری وجہ ہوی نووی نے یہہ کہا یہہ تیسری
وجہ ضعیف ہی اور دونون وجہ حسن ہین اور اصح وہی وجہ اول ہی اور اگر یون کہین کہ دونون وجہ
مین اختیار ہے جونسی وجہ چاہے عمل مین لائے تو یہہ بہت اچھا ہی کہا بلکہ میرے نزدیک یہی ارجح ہے انتہی
اور اگر ایک شخص نے مال حرام سلطان سے لیا ہی اور نہین جانتا کہ مالک اوسکا کون ہی تو ایک قوم نے
کہا کہ اوسکو صدقہ نکرے بلکہ سلطان ہی کو واپس کر دے محاسبی نے اسی کو اختیار کیا ہی دوسری قوم نے
کہا بلکہ مالک کی طرف سے صدقہ کر دے جبکہ یہہ بات معلوم ہو کہ سلطان مالک کو واپس نہ دیگا نووی نے کہا

مختار یہ ہے کہ اگر اس بات کا علم یا ظن موکد ہو کہ سلطان اوس مال کو باطل مین صرف کریگا تو پھر
صرف کرنا اوسکا مصالح مین لازم ہے جیسے پل بنانے مین پھر اگر کسی ڈر سے یہہ بات مشکل ہو تو احوج
فالاحوج پر خیرات کر دے اور اہم محتاجین ضعفا و العجزہ لوگ ہین اور اگر یہہ گمان نہ ہو کہ سلطان اوسکو
باطل مین صرف کریگا تو سلطان ہی کو پھیر دے یا اوسکے نائب کو جبکہ ضرر متصور نہ ہو ورنہ مصالح
مین اور اپنی جان پر صرف کرے اگر محتاج ہو غزالی نے کہا جب یہہ ٹھیری کہ فقرا مین صرف کیا جاے
تو پھر وسعت کے ساتھ اونپر خرچ کرے اور اگر اپنی جان پر صرف کرنا قرار پاے تو جہان تک ممکن ہو
تنگی کے ساتھ صرف کرے اور اگر اپنے عیال پر صرف کرنا ٹھیرے تو توسط کرے درمیان سعت و ضیق
اور کسی غنی کو اوسمین سے کچھہ نہ کھلاے مگر جبکہ سوا اوسکے کسی اور کو نہ پاے مثلاً کسی جنگل مین ہو اور
اگر جانے کہ فقیر اس مال سے بصورت آگاہی تورع کریگا تو اوسکو رکھہ چھوڑے یہانتک کہ سمجھو کا ہو اور
اوسکو اس حال کی خبر کر دے اتنی ہی بات پر اکتفا نہ کرے کہ اوس فقیر کو یہہ حال معلوم نہین ہی اور اوسکے
پاس کرایہ کی سواری یا خریداری نہین ہی گو مسافر ہو انتہی پھر اگر یہہ شخص مفلس ہو گیا ہی تو اوردی نے
کہا کہ انتظار آسودگی کا کرے اور توبہ اوسکی صحیح ہو گی جواہر مین کہا ہی کہ اگر مستحق مر گیا اور وارث
بعد وارث اوسکا مستحق ٹھیرا تو آخرت مین کون اوسکا استحقاق رکھتا ہی اسمین چار وجہین ہین ارجح
یہہ ہے کہ آخر کل ورثہ مستحق ہو گا حناطی نے یہی فتوی دیا ہی اور قاضی حسین نے اسی کو صحیح کہا ہی اور بعض
نے کہا کہ سارے ورثہ مستحق ہونگے رافعی نے کہا جب پچھلے وارث کو دیدیا تو مطلب سے نکل گیا اسمین خلاف
نہین ہی کہ اگر وارث بری کر دیگا یا اپنا حق لے لیگا تو حق اوسکا اوسکے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا پھر اگر
دیر لگانے کا قصور اس سے ہوا ہی تو اوس سے توبہ کر ڈالے اور اگر یہہ شخص تنگدست ہو گیا ہی تو یہہ نیت
کر لے کہ جس وقت قدرت ہو گی ادا کر دیگا قاضی نے کہا ساتھ اسکے استغفار بھی کرے اگر قبل قدرت کے مر گیا
تو اللہ کے فضل سے امید ہی کہ بخشدے خادم مین کہا ہی کہ یہہ بات بطور تفقہ ہے اسمین کچھہ خلاف
نہین انصاری شارح ارشاد نے بھی اسی پر جزم کیا ہی اور کہا ہی هذا مما لا اختلاف فیه روضہ مین
کہا ہی کہ اگر کسی حاجت مباح کے لئے قرض بغیر صرف کے لیا ہی اور امید وفا کی کسی طرف سے یا کسی

سبب ظاہر سے رکھتا ہو لیکن مرنے تک عاجز رہا یا کسی شی کو بھول چوک کر تلف کر دیا اور تا وان
دینے سے یہانتک عاجز رہا کہ مرگیا تو ظاہر یہہ ہے کہ آخرت مین مطالبہ اوسکا نہ ہو اللہ کے فضل سے
امید ہی کہ صاحب حق کو عوض دیدے سبکی و غزالی بھی اسی کے موافق ہین اور کہتے ہین کہ ایسے قرض کا
بیت المال یا زکوۃ سے ادا کرنا چاہئے یہہ بات کہ صحت توبہ کی حق آدمی مین اسبات پر موقوف ہے
کہ اوس حق سے خارج ہو وقت امکان کے یہہ حدیث ہے جسکو زرکشی نے صحیح مسلم سے روایت کیا ہی
کہ حضرت نے فرمایا جس شخص کے پاس کوئی مظلمہ اوسکے بھائی کا آبرو یا مال مین ہو اوسکو آج ہی کے
دن معاف کرا لے پہلے اس سے کہ نہ دینار ہو نہ درم کیونکہ اگر اوسکے عمل ہونگے تو اون اعمال سے
بقدر اوسکے مظلمہ کے لے لئے جائینگے ورنہ سئیات صاحب حق کے لیکر اوسپر لادے جائینگے ترمذی کا لفظ یہہ ہے
تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہی کہا ہم مین مفلس وہ ہی جسکے پاس نہ درہم ہو نہ کچھہ پونجی فرمایا مفلس میری امت
مین وہ شخص ہی کہ آئیگا دن قیامت کو نماز روزہ زکوۃ لیکر حالانکہ کسیکو گالی دی ہوگی اور کسیکو تہمت لگائی ہوگی
کسیکا مال کھایا ہوگا کسیکا خون بہایا ہوگا کسیکو مار اپٹیا ہوگا سو کچھہ نیکیاں اسکو اور کچھہ نیکیان اوسکو دی
جاوینگی اگر حسنات پہلے قضا کے فنا ہو گئے تو اونکی خطائین لیکر اسپر ڈالی جائینگی پہر یہہ آگ مین جھونکا جائیگا
اور بخاری کا لفظ یہہ ہی من کانت عندہ مظلمۃ لاخیہ فلیتحللہ منہا فانہ لیس ھناک دینار ولا
درھم من قبل ان یوخذ لاخیہ من حسناتہ فان لم یکن حسنات اخذ من سئیات اخیہ
فطرحت علیہ رواہ الترمذی بمعناہ وقال فی اولہ رحم اللہ عبدا کانت لاخیہ مظلمۃ فی عرض
او مال فجاءہ فاستحلہ رہی یہہ بات کہ جسکے ذمہ پر قرض رہگیا بعد فنا حسنات کے اوسکا کیا حکم ہے
سو اسکی صورت یہہ ہی کہ اللہ پاک کو اختیار ہے چاہے اپنے پاس سے قرضخواہ کا عوض کرے چاہے
نکرے یہہ بات موقوف ہی صحت حدیث پر لیکن ثواب اوسکے ایمان واجب کا نہ لیا جاویگا جسطرح کہ دنیا مین
کپڑے اوسکے بدن کے نہین لیئے جاتے ہین ہان ثواب ایمان مندوب مین نظر ہے انتہی خادم مین کہا ہی تحقیق
اس جگہہ مطابق صغیر رافعی و نووی اور مناسب احکام حلیم کریم کے یہہ ہی کہ ان دیون مین جو شخص نسبت
احکام دنیا پر ہو سو جسکی شرع اوس قرض مین جو کسی سبب مباح سے ہوا ہو بصورت

عجز قرضدار کے یہہ حکم دیتی ہی کہ سارا قرضہ اوسکا سہم غارمین مین سے جو بیت المال مین رکھا ہی حاکم
شرع کے ہات سے ادا کر دیا جاے تو پہر قرضدار عاجز نا چار ادا ہر قرض سے تا وقت موت بغیر عصیان
کے کسطرح یہہ امید رکھیگا کہ اللہ تعالی اوسکے قرض کو با رضا قرضخواہان اپنے خزاین افضال سے
ادا کریگا حالانکہ اللہ نے اپنے خلفا کو یہہ حکم دیا ہی کہ وہ ایسے دیون بیوت الاموال سے ادا کر دیا
کرین ابن عبد البر نے استذکار مین بعد ذکر احادیث تعظیم قرض اور اس بات کے کہ قرض شہید کو بہی
نہین بخشا جاتا ہی یون کہا ہی کہ یہہ حکم حضرت کا قبل اسکے تہا کہ اللہ آپ پر فتوحات کہولے لیکن بعد اسکے
حضرت نے یہہ فرمایا کہ جسنے کوئی مال چہوڑا وہ اوسکے وارثون کا ہی اور جسنے قرض چہوڑا یا عیال چہوڑے
اوسکا ادا کرنا مجہپر ہے اسلئے اب جو کوئی ایسا قرضدار مریگا جسنے کسی امر مباح مین قرض لیا ہی اور
اوسکے ادا کرنے سے عاجز ہو گیا ہی تو امام کو چاہیئے کہ سہم غارمین یا زکوۃ یا فیئی سے اوس قرض کو
ادا کر دے اور ظاہر قول حضرت کہ وہ قرض مجہپر ہے یہہ ہی کہ کچہہ فرق درمیان تارک مال و غیر تارک
کے نہین ہی اسکے معنی یہہ ہوے کہ بیت مسلمان کی بیت المال مین فیئی وغیرہ سے حقوق ہوتے ہین
جو اوسکو نہین ملے تو اب امام پر لازم ہی کہ اسکا قرضہ اون حقوق مین سے ادا کر دے اور مال
متروکہ اوسکا واسطے ورثہ کے چہوڑ دے اگر قرضدار او سلطان ایسا کرینگے تو آخرت مین درمیان
انکے قصاص واقع ہوگا اور عوض اوس قرض کے کہ مثل اوسکے اسکا قرض کسی اور کے اوپر ہے
بیت المال سے یا غریم نے اوسکا انکار کیا ہی تو جنت سے محبوس نہ ہوگا یہہ بات محال ہی کہ ایسا شخص
جسکے پاس مال بقدر وفا ہی خواہ پاس سلطان کے ہو یا اور کسی کے وہ بہشت سے روکا جاے انتہی
زرکشی نے کہا یہہ بہت اچہا قول ہی حق مین اوس شخص کے جسکا حق بیت المال مین برابر قرض کے
ہی لیکن سب لوگون کا حال اسطرح پر نہین ہوتا ہی حضرت صلعم پر ادا کرنا قرضہ تنگدست کا واجب تہا
پہر ائمہ مابعد پر بہی اوسکا دینا مال مصالح سے واجب ہی یا نہین اسمین دو وجہین ہین اور اگر بعد گناہ
جس سے یہہ تائب ہوتا ہی قصاص حق یا قذف ہی تو صحت توبہ مین ہمراہ جملہ مذکورات کے یہہ بہی چاہیئے
کہ مستحق کو قدرت استیفا پر دے یون کہ اگر وہ نجانتا ہو تو اوسکو جتلا دے کہ مین قاتل یا قاذف ہون

تیرا جی چاہے تو بدلا لے اور اگر چاہے تو معاف کر دے اگر وہ ان دونون امر سے باز رہیگا تو اسکی
توبہ صحیح ہوگی اور اگر پہنچنا اس بات کا مستحق ہو کہ متعذر ہو تو نیت تمکین کی وقت قدرت کے کرلے
اور اللہ سے استغفار کرے امام اور ابن عبد السلام نے کہا ہی توبہ اوسکی صحیح ہی گو اپنی جان کو
سپرد نکرے لیکن بہ نسبت حق خدا کے اور منع تمکین ایک معصیت تازہ ہی دوسری توبہ کو چاہتی ہے
باقلانی سے منقول ہی کہ قاتل کو چند روز روپوش ہو جانا جائز ہی یہانتک کہ غصہ ولی دم کا فرو ہو جائے
لیکن یہہ روپوشی ہمراہ عزم تسلیم کے ہو اکثر مدت اختفا کے تین دن ہی اور اگر کسی شخص کی غیبت کی ہو
تو اوسکے پاس جاکر معاف کرا لے اگر بسبب اوسکے مرجانے یا غائب ہو جانے کے عفو کرانا دشوار ہو تو اللہ سے
استغفار کرے تحلیل ورثہ کا اسجگہ اعتبار نہین ہی اسکو حناطی وغیرہ نے ذکر کیا ہی اور روضہ مین اوسکو
مقرر رکھا ہی اور کہا ہے کہ حناطی نے فتوی دیا تھا کہ اگر خبر غیبت کی مغتاب کو نہین پہنچی ہی تو ندامت و
استغفار کفایت کریگی ابن صباغ نے کہا حاجت غیبت معاف کرانے کی اوسوقت ہی کہ جب یہہ جان لے
کہ مغتاب کو اوس غیبت سے کچھہ نقصان و رنج پہنچا ہی اور اگر یہہ نہین معلوم ہی تو کچھہ فائدہ اوسکے
جتلانے کا مغتاب کو نہین ہی کیونکہ وہ سنکر ایذا پائیگا اتنا ہی کافی ہی کہ توبہ کر ڈالے جب توبہ کرلے گا
تو وہ کافی ہوگی ا اوسکے اعلام سے ہان اگر تنقص اوسکا ایک مجمع مین کیا ہی تو پاس اوس قوم کے
جاکر کہدے کہ حقیقت مین وہ بات یون نتھی یہی قول نووی کا ہی ہی اسکو ابن الصلاح نے بھی
اختیار کیا ہی زرکشی نے کہا ہو المختار ابن عبد البر نے کہا اس باب مین ابن مبارک و سفیان سے مناظرہ ہوا
تھا جب سفیان نے انکار کیا تو ابن مبارک نے کہا لا توذہ مرتین اور یہہ حدیث کہ کفارہ غیبت کا یہہ ہی
کہ قوم اوسکے لیے استغفار کرے اور کہے اللھم اغفر لنا ولہ ابن صفت کما قال البیہقی ابن الصلاح
نے کہا اس حدیث کی اسناد اگرچہ معروف نہین ہی لیکن معنی اسکے کتاب و سنت سے ثابت ہین قال تعالی
ان الحسنات یذھبن السیئات وقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتبع السیئۃ الحسنۃ تمحھا حذیفہ نے شکایت
بدزبانی کی اپنی اہل پر سامنے حضرت کے کی تو فرمایا این انت من الاستغفار تھکی رہتی وہ حدیث کہ
عائشہ نے کسی عورت کو کچھہ کہا تھا حضرت نے فرمایا اوسکے لیے دعا کرو اوس سے بخشوا لے یا وہ حدیث کہ

جسکے پاس کوئی مظلمہ اوسکے بھائی کا ہو وہ آجکے دن معاف کرالے سو یہہ کچھ معارض اولہ سابقہ نہین
ہی بلکہ محمول ہے افضل پر یا اوس امر پر جو علی الفور بالکل اثر گناہ کو محو کر دیتا ہی بخلاف اول کہ وہ
اسیطرح پر نہین ہی پھر اگر زبان سے عذر کیا نہ دل سے تو یہہ کافی نہ ہوگا بلکہ مطالبہ اوسکا آخرت مین
باقی رہیگا درمیان اسکے اور اللہ تعالی کے قاضی حسین نے کہا ہی جس گناہ مین حد نہین ہی وہ ورثہ کے
معاف کرنے سے معاف نہین ہوتا اور جسمین حد ہے جیسے قذف وغیرہ اوسکا معاف کرنا معتبر
رہا معاف کرانا غیبت مجہولہ کا سو اذکار مین اسیکو ترجیح دی ہی کہ ضرور مشتبہ کر دینا چاہیئے اسلئے
کہ آدمی کبھی ایک غیبت سے درگذر کرتا ہی اور دوسری غیبت سے نہین کرتا لکن کلام حلیمی کا مقتضی
ہی جزم بالصحۃ کو نووی نے بھی اسیکے موافق روضہ مین کہا ہی رہا حسد سو اوس سے توبہ کرنا نزدیک
بعض کے مثل غیبت کے ہی اور نزدیک بعض کے اعلام کرنا اوسکا مکروہ ہی اسلئے کہ یہہ فعل دل کا ہی
اور حدیث نفس پر مواخذہ نہین ہوتا ہے ہان اگر کوئی اثر حسد کا خارج مین ظاہر ہوا ہی
تو پھر اعلام کرنا ہوگا یہی حکم نمیمہ کا بھی ہی خادم مین کہا ہی کہ معاف کرانے ظلامات و تبعات مین
تین مذہب ہین ایک مذہب شافعی کا کہ ترک تحلل افضل ہی کیونکہ صاحب حق قیامت کے دن استیفا ر
اپنے حقوق کا اسکے حسنات سے یا اپنی وضع سئیات سے بموجب حدیث کے کرے دوسرا مذہب یہہ
کہ تحلل افضل ہی اسلئے کہ یہہ ایک ایسا احسان عظیم ہے جسپر مکافات کا طرف سے اللہ کے ہونا لائق
ہی اللہ کریم تر ہے اس سے کہ جواد سنے صاحب قصور کو بخشا ہی اوس سے کمتر دے مع قولہ
ان تقرضوا اللہ قرضا حسنا یضاعفہ لکم یہی قول اظہر تر ہی تیسرا مذہب یہ
کہ درمیان ظلامات و تبعات کے فرق ہے تبعات سے تحلل ہو سکتا ہی نہ ظلامات سے وہ عقوبت ہین واسطے
ظالم کے اخذا بقولہ تعالی انما السبیل علی الذین یظلمون الناس الآیہ رہی
دنیا سو اوسمین عفو کرنا ظالم سے بہ نسبت بدلا لینے کے اولاتر ہی لیکن قول شافعی و مالک مین ظاہر وہ
اسلئے کہ حدیث ابی ضمضم دلیل ہے اسبات پر کہ عفو مطلقا افضل ہی حضرت نے بھی مثل فعل
ابی ضمضم پر آمادہ کیا ہی بقولہ ایعجز احدکم ان یکون کابی ضمضم کان اذا

خرج من بینہ یقول انی تصدقت بعرضی علی الناس امام حسن علیہ السلام ورمرزا مظہر
جان جاناں ودرجہ نے اپنا خون اپنے قاتلونکو معاف کر دیا تھا رتبۂ حق الیقین اسیکو کہتے ہین یہ کام سوائے اولیا
وصدیقین کے ہر کسی مسلمان سے نہین بنتا ہی ~~~~~~~

	جو ہر جام جم از طینت کان دگر است	.	تو توقع ز گل کوزہ گران میداری	

لایقاس الملوک بالحدادین غزالی رح نے کتاب منہاج العابدین مین بابت اون گناہون کے
جو حق العباد سے متعلق ہین بہت خوب تقریر لکہی ہے کہا ہے ان الذنوب التی بین العباد امّا فی المال
فیجب ردہ عند المکنۃ فان عجز لفقر استحلہ فان عجز عن استحلالہ لغیبتہ
او موتہ وامکن التصدق عنہ فعلہ والا فلیکثر من الحسنات ویرجع الی اللہ تعالے
ویتضرع الیہ فی ان یرضیہ عنہ یوم القیمۃ واما فی النفس فیمکنہ او ولیہ
من القود فان عجز رجع الی اللہ فی ارضائہ عنہ یوم القیمۃ واما فی العرض فان اغتابہ
او شتمہ او بہتہ فحقہ ان یکذب نفسہ بین یدی من فعل ذلک معہ ان امکنہ بان لم
یخش زیادۃ غیظ او ہیج فتنۃ فی اظہار ذلک وان خشی ذلک رجع الی اللہ لیرضیہ عنہ واما
فی حرمہ فان خانہ فی اہلہ او ولدہ او نحوہ فلا وجہ للاستحلال والاظہار لانہ یولد
فتنۃ وغیظا بل یتضرع الی اللہ سبحانہ لیرضیہ عنہ ویجعل لہ خیرا فی مقابلتہ فان امن الفتنۃ
والہیج وہو نادر فیستحل منہ واما فی الدین فان کفرہ او بدعہ او ضللہ فہو اصعب الامور
فیحتاج الی تکذیب نفسہ بین یدی من قال لہ ذلک وان یستحل من صاحبہ ان امکنہ والا
فالابتہال الی اللہ جدا والندم علی ذلک لیرضیہ عنہ انتہی کلامہ اذ می کے کما ہو فی غایۃ الحسن
والتحقیق انتہی مطلب جو حرام کہ مال وجہ محارم ہی جس طرح کہ تصریح کی ہی پہیر کرنا دلوانا مین حق آدمی ہو تاہی پر اگر
معلوم ہے تو یہ کرنا سو قیمت ہوگا سنا کرانے پر اقارب مرنی بہالا ورطوطہ اور شوہر مرنی بہاسے جب کہ خوف
فتنہ کا نہ ہو ورنہ اللہ کی طرف اوسکے راضی کرنے مین عاجزی وزاری کرے اسمین کچھ شک نہین
ہی کہ مرتکب اوسکا مین عار اور کیسی عار نا قارب کو لاحق ہوتی ہی اور فرش شنیع مرآلود معرکہ بہا ہی

توجبکہ تعذر نہ ہو تو استحلال یعنی معاف کرانا واجب ہی الحاصل اگر زنا ایسی عورت سے کیا ہی جو شوہر
نہین رکہتی ہی اور نہ کوئی قریب تو اوسمین استحلال کرنا بسبب تعذر کے ساقط ہو جاتا ہی اور اگر
ایسی عورت سے کیا ہی جسکا شوہر یا قریب موجود ہی تو بصورت عدم فتنہ و امکان استحلال کے
واجب ہی کہ معاف کرا لے بے اسکے توبہ صحیح نہ ہوگی بعض نے کہا زنا مین اللہ و آدمی دونون کا
حق ہوتا ہی اللہ کا حق یون کہ مباح کرنیسے زنا مباح نہین ہو سکتا اور آدمی کا حق ظاہر ہی سو
جسنے نظر کی طرف اللہ کے حق کے اوسنے استحلال کو واجب نکہا جیسے غزالی رحمہ اور جسنے نظر
کی طرف حق آدمی کے اوسنے استحلال کو واجب کہا واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم **خاتمة الرسالة**
آیات و احادیث فضایل توبہ و متعلقات توبہ مین کثرت سے آئی ہین رسالہ ہو امین یکجا
فراہم ہین جیسے توبوا الی اللہ جمیعا ایہا المؤمنون لعلکم تفلحون توبہ کرنیکو سبب
فلاح فرمایا ہی اگر توبہ قبول نہوا کرتی تو ہرگز سبب فلاح نٹہیرتی اس سے معلوم ہوا کہ جب توبہ
مع اپنے شروط کے پائی جاتی ہی تو ضرور ہی قبول ہوتی ہی و قولہ والذین لا یدعون مع اللہ الہا آخر
ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلک یلق اثاما یضاعف لہ العذاب
یوم القیمة ویخلد فیہ مہانا الا من تاب وآمن وعمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات و
کان اللہ غفورا رحیما معلوم ہوا کہ شرک و قتل و زنا توبہ سے معاف ہو جاتا ہی لیکن اس شرط سے
کہ تدارک اونکا حسنات سے کرے طریقہ تدارک کا ابواب سابقہ مین کہا ہو [illegible]
اللہ پہیلاتا ہی ہاتہ اپنا رات کو تاکہ توبہ کرے گنہگار دن کا اور پہیلاتا ہی ہاتہ اپنا دن کو تاکہ توبہ کرے
گنہگار رات کا یہانتک کہ مغرب سے سورج نکلے روایۃ مسلم طبرانی کا لفظ بسند جید یہ ہی کہ جنت
کے آٹھ دروازے ہین سات بند رہتے ہین ایک دروازہ توبہ کا کہلا ہوا ہی یہانتک کہ ادہر سے
سورج نکلے ابن ماجہ کا لفظ بسند جید یون ہی اگر تم اتنی خطائین کرو کہ وہ آسمان تک پہنچ جائین
پہر تم توبہ کرو تو اللہ تعالی توبہ قبول کریگا حاکم کا لفظ یہ ہی کہ آدمی کی سعادت ہی کہ اوسکی عمر دراز ہو
اور اللہ اوسکو انابت یعنی رجوع و توبہ نصیب کرے پہر اسکو صحیح کہا ہی ترمذی و ابن ماجہ کا لفظ یہ ہی

ہر ابن آدم خطاوار ہے اور بہتر خطاواروں مین وہ ہین جو بہت توبہ کیا کرتے ہین حاکم نے اسکو صحیح کہا
ہی حدیث شیخین مین ذکر ایک بندہ کا آیا ہی کہ اوسنے ایک گناہ کیا پھر بخشوایا پھر دوسرا گناہ کیا پھر بخشوایا
پھر تیسرا گناہ کیا پھر بخشوایا یہانتک کہ اللہ نے کہا غفرت لعبدی فلیعمل ما یشاء منذری نے کہا
اسکے یہ معنی ہین کہ جب اوس سے گناہ ہو جاتا ہی تو وہ توبہ و استغفار کرتا ہی پھر طرف اوسکے عود نہین
کرتا بدلیل ثم اصاب ذنبا اخر تو اب اوس سے کوئی سا گناہ ہو جاے جب وہ توبہ و استغفار کرتا رہیگا
تو کفارہ اوسکے گناہ کا ہوگا یہہ گناہ اوسکو ضرر نہ دیگا یہہ معنی نہین ہین کہ وہ گناہ کرکے زبانسے استغفار
کر لیتا ہی بغیر باز رہنے کے پھر عود کرتا ہی کہ یہہ توبہ ہی جھوٹون کی انتہی مین کہتا ہون کہ جس طرح
لفظ ثم اصاب ذنبا اخر سے یہہ سمجھا ہی کہ اوسنے گناہ جدید کیا ہی اسیطرح یہ بھی محتمل ہی کہ شاید
مراد تکرار گناہ واحد کی ہو ہان اسمین شک نہین ہی کہ باوجود عزم گناہ کے نری زبانسے استغفار کرنا کافی
نہ ہوگا جب تک کہ فی الحال اقلاع اور زمانۂ استقبال مین عزم عدم عود کا پایا نہ جائیگا واللہ اعلم
اصبہانی کا لفظ یہ ہی کہ جب توبہ کر لیتا ہی بندہ اپنے گناہونسے تو اللہ اوسکے گناہ ملائکہ حافظین کو بھلا دیتا
ہی اور اوسکے جوارح اور معالم ارض بھی اوسکو بھول جاتے ہین یہانتک کہ ملتا ہی وہ اللہ سے دن قیامت
کو اور نہین ہوتا اوسپر کوئی شاہد گناہ کا طرف سے اللہ پاک کے طبرانی کا لفظ بسند صحیح یہہ ہی التائب من الذنب
کمن لا ذنب له لکن اسکی سند مین انقطاع ہی اسکو بیہقی نے دوسرے طریق سے روایت
کر کے اتنا اور زیادہ کیا ہی والمستغفر من الذنب وهو مقيم عليه كالمستهزئ بربه ابن حبان کا لفظ یہہ
الندم توبة اسکو حاکم نے صحیح کہا ہی مسلم وغیرہ کا لفظ یہہ ہی والذی نفسی بیده لو لم تذنبوا وتستغفروا
لذهب الله بكم ولجاء بقوم غيركم يذنبون يستغفرون الله فيغفر لهم اسمین دلیل ہی اس بات پر کہ گناہ ہو جانے
سے صغیرہ ہو یا کبیرہ ناامید نہ ہو دوسرا لفظ مسلم کا یہہ ہی لیس احد احب الیه العذر من الله من اجل
ذلك انزل الكتاب وارسل الرسل **حکایت** حدیث ابن عمر رض مین آیا ہی کہ کفل بنی اسرائیل مین سے تھا
کسی گناہ سے جو وہ کرتا پرہیز نکرتا اوسکے پاس ایک عورت آئی اوسکو ساٹھ دینار دیئے اس بات پر کہ اوس سے
وطی کرے پھر جب بیٹھا بجاے نشست مرد کے عورت سے تو وہ کانپی اور روئی کہا تو کیون روتی ہی

کیا مینے تجھپر زبردستی کی ہی کہا نہین ولکن یہہ ایسا کام ہی جو کبھی مینے نہین کیا مجکو اس کام پر آمادہ
نہین کیا مگر حاجت نے کہا تو یہہ کام کرتی ہی جو تو نے کبھی نہین کیا جا یہہ روپیہ مینے تجکو دیا پھر کہا
لا واللہ لا اعصی بعدہا ابدًا پھر اوسی رات وہ مرگیا صبح کو اوسکے دروازہ پر لکہا پایا ان اللہ قد غفر
للکفل رواہ الترمذی وحسنہ وابن حبان والحاکم وصححہ اسیطرح حدیث صحیح ابن مسعود مین
آیا ہی کہ دو گانون تھے ایک صالحہ دوسرا طالحہ ایک شخص قریہ طالحہ سے بارادہ قریہ صالحہ نکلا راہ مین
جہان اللہ نے چاہا مرگیا ملک و شیطان مین جھگڑا ہوا شیطان نے کہا اسنے کبھی میری نافرمانی نہین
کی ملک نے کہا یہہ بارادۂ توبہ نکلا تھا اللہ نے یہہ فیصلہ کیا کہ دونون گانون کو دیکھو کہ وہ کس سے قریب
ہی دیکھا تو اوسکو قریۂ صالحہ سے ایک بالشت نزدیک تر پایا اللہ نے اوسکو بخشدیا صحیحین مین قصہ
اوس شخص کا آیا ہی جسنے ننانوے قتل کئے تھے پھر وہ اپنی زمین سے بارادۂ توبہ نکلا تھا وہان بھی اسیطرح
کا جھگڑا ہوا آخر یہہ ٹھیری کہ جس مین سے قریب ہو اوسیکا سمجھا جائے وہ زمین مراد سے نزدیک نکلا ملائکہ
رحمت نے اوسکو لے لیا دوسری روایت مین یہہ ہی کہ اوسکو ایک بالشت قریب پایا تیسری روایت مین
یون ہے کہ اللہ نے ایک زمین کو وحی کی کہ تو دور ہوجا دوسری زمین کو وحی فرمائی کہ تو قریب ہوجا
چوتھی روایت مین ہی کہ جب ملک الموت آیا تو وہ اپنے سینہ کے بل طرف اوس زمین مراد کے سرکنے لگا
بہرحال یہہ احادیث دلیل ہین اس بات پر کہ ارادۂ صحیحہ توبہ نفع دیتا ہی گو گناہ بہت بڑا ہو اور نکل جانا
زمین معصیت سے طرف زمین طاعت کے موجب مغفرت ہوتا ہی مسلم کا لفظ یہہ ہی قال اللہ عز وجل انا
عند ظن عبدی وانا معہ حیث یذکرنی واللہ للہ افرح بتوبۃ عبدہ من احدکم یجد ضالتہ بالفلاۃ
احمد کا لفظ بسند صحیح مرفوعًا یہہ ہی یا ابن ادم قم الی امش الیک وامش الی اہرول الیک
طبرانی کا لفظ بسند حسن یون ہی من احسن فیما بقی غفر لہ ما مضی ومن اساء فیما بقی اخذ بما
مضی وبما بقی حدیث بزار و طبرانی مین بسند قوی آیا ہی کہ ایک آدمی نے آکر حضرت سے کہا
بھلا بتاؤ ایک شخص نے سارے گناہ کئے ہین کوئی چیز اونمین سے نہین چھوڑی نہ کوئی حاجہ ترک کیا
اور نہ داجہ کیا اوسکے لئے توبہ ہی حضرت نے فرمایا کیا تو مسلمان ہوچکا ہی کہا مین گواہی دیتا ہون ان

اسبات کی کہ ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ فرمایا تو خیرات کر سئیات چھوڑ دے
اللہ اون سب کو تیرے لئے خیرات یعنی حسنات کر دیگا اوسنے کہا وغدراتی وفجراتی فرمایا ہان
اوسنے کہا اللہ اکبر پھر یہی کہتا ہوا چلا گیا یہانتک کہ چھپ گیا حاجہ کہتے ہین رہزنی کرنے کو وقت رد کو
حجاج کے طرف حج کے داجہ کہتے ہین رہزنی کرنے کو وقت واپسی حجاج کے یہ حدیث بڑی بشارت ہے
واسطے ہم سے غبار عاصیکین جنسے کوئی گناہ ظاہر و باطن نہین بچا اب فقط توبہ نصوح و استغفار
صحیح درکار ہی سو وہ بھی اللہ ہی کی توفیق پر موقوف ہی ہمارے بس مین نہین ہان ہم سچے دل سے یہہ
چاہتے ہین کہ ایسے اسباب مہیا ہون جنکی وجہ سے ہم فاعل خیرات تارک سئیات ہو جائین وما ذلک
علی اللہ بعزیز

ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو		الہٰی از تو مخافت ہم ز تو	

بزار نے بسند حسن رفعا روایت کیا ہی کہ تمہارے سامنے ایک سخت گھاٹی ہی نجات نہ پائیگا اوس سے
مگر ہر سبکبار طبرانی کا لفظ بسند صحیح یہہ ہے ان ورائکم عقبۃ کئودا لا یجوزھا المثقلون
یعنی اوس گھاٹی سے گرانبار لوگ پار نہ ہونگے ابو الدرداء راوی حدیث نے کہا فانا احب ان اتخفف
لتلک العقبۃ

تورہ از کثرت اسباب بر خود تنگ میداری	سبکروحان چو بوے گل فرو بستند محملہا

طبرانی کا لفظ یہہ ہے ان للہ عبادا یضن بہم عن القتل و یطیل اعمارھم فی حسن العمل و یحسن ارزاقھم و
یحییھم فی عافیۃ و یقبض ارواحھم فی عافیۃ علی الفرش و یعطیھم منازل الشھداء احیحین
مین ذکر ایک شخص مسرف علی النفس کا آیا ہے کہ اوسنے وقت موت کے وصیت کی کہ جب مین مر جاؤن
تو مجکو جلا کر میری خاک ہوا مین اوڑا دو کیونکہ اگر اللہ مجہپر قدرت پائیگا یعنی ارادہ کریگا تو وہ مجھکو ایسا عذاب
دیگا جو کسی کو دیا ہوگا چنانچہ ایسا ہی کیا اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ جو کچھ تجھمین ہی جمع کر دے پھر وہ
شخص اوٹھہ کھڑا ہوا فرمایا تو نے یہہ کام کیون کیا کہا تیرے ڈر سے اے رب اللہ نے اوسکو بخشدیا
معلوم ہوا کہ اللہ کا خوف بڑے نفع کی چیز ہے اسی خوف نے اوسکو نجات دی ترمذی کا لفظ بسند حسن

غریب یہ ہی یقول اللہ عزوجل اخرجوا من النار من ذکرنی یوما او خافنی فی مقام صحیح ابن حبان
مین رفعًا آیا ہی اللہ عزوجل فرماتا ہی قسم ہی میری عزت کی جمع نکرونگا مین اپنے بندہ پر دو خوف اور
دو امن اگر ڈریگا وہ مجھسے دنیا مین تو امن دونگا مین اوسکو قیامت مین اور اگر بیخوف رہیگا وہ مجھسے
دنیا مین تو ڈراؤنگا مین اوسکو قیامت مین مسلم کا لفظ ہے لو یعلم المومن ما عند اللہ من العقوبة
ما طمع بجنتہ احد ولو یعلم الکافر ما عند اللہ من الرحمة ما قنط من رحمتہ احد ہ

	اگر در دہر یک صلائے کرم		عزازیل گوید نصیبے برم

بخاری کا لفظ یہ ہی الجنة اقرب الی احدکم من شراک نعلہ والنار مثل ذلک
ترمذی وبیہقی کا لفظ یہ ہی کوئی شخص نہین ہی کہ مرے لیکن وہ پشیمان ہوتا ہی پوچھا کس بات سے فرمایا
اگر نیک ہی تو یون نادم ہوتا ہی کہ کیسلئے زیادہ نیکی نکی اور اگر بد ہے تو یون پشیمان ہوتا ہی کہ کیون
بدی سے باز نرہا شیخین کا لفظ یہ ہی کہ تمنا نکرے کوئی تم مین موت کی اگر نیک ہی شاید زیادہ نیکی کرے
اور اگر بد ہے شاید بدی سے باز آوے اللھم وفقنا للطاعة وجنبنا عن العصیان تمام ہوا یہ رسالہ
پانچ دن مین ۲۷ رجب روز جمعہ ۱۳۰۰ ہجری کو والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات والصلوة والسلام
علی رسولہ سید الکائنات وعلی آلہ وصحبہ اولی الدرجات العالیات ؛

تمت

—— ◦)✱(◦ ——

صحت نامہ تشریح الکرو

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳	۱۰	گون	آگون	۲۸	۱	سبق المفرد	سبق المفرد
۵	۲	استفار	استفسار	〃	۴	درو	درة
۶	۸	معض	مخصص	۲۹	۳	خطائین	الخطائین
۷	۳	موخذات	مواخذات	〃	۲	یدرون	یدرؤن
〃	۸	قصاص	قصاص کا	۳۱	۹	اذا	اذ
۸	۲	ٹھہری	ٹھہری	۳۶	۱	کہ کم	کم
〃	۱۷	ملاک	ہلاک	۳۷	۳	عقیہ	عقبہ
۱۲	۱۶	بالحسنۃ	الحسنۃ	〃	۲۰	شروع	+
۱۳	۱۵	انٹے	ایسے	۳۹	۸	جیسکہ	جیسیکہ
۱۴	〃	کرا	کرتا	۴۱	۲	توالا	تواۃ
۱۷	۷	انکے	اسلیے	۴۲	۷	رہین	رہین
۱۸	۶	فدا	خدا	〃	۲۰	غرفہ	عرفہ
۲۳	۱۳	بشدطیکہ	بشرطیکہ	۴۳	۵	اصولین	اصولیین
۲۴	۷	اگر	اور اگر	۴۴	۱۵	مہ	ۂ
۲۶	۱	یہی	بہی	۴۴	۲۰	انکا	اسکا
〃	۸	زبادہ	زیادہ	۴۶	۹	الصباع	الصباغ
〃	۱۲	سیہ تو	سیہ توبہ	۴۷	۲	لدنك	لذلك

صفحہ	سطر	خطا	صواب
٤٧	٦	کثیرہ	کثیرۃ
"	٨	چاہیے	چاہیئے
"	١٥	بنیاڈ	بنیاد
٤٩	٣	لوز	لوزہ
"	١١	عزم	غرم
"	١٢	یہ کہا	کہا
٥٣	٢	صحیح ہوگی	صحیح نہ ہوگی
"	١٤	ہی ہر	بھی ہے
"	١٤	این	ابن
"	١٩	شکلت	شکایت
٥٤	١	اول	اولہ
"	٣	اسطرحپر	اسطرح پر
"	١٣	کرسنے	کریگا
٥٤	١٩	اولاتر	اولی تر
٥٥	١٤	فلتہ	فلتۃ
"	"	مقابلہ	مقابلتہ
٥٨	١٦	ہیدی	عیدی
"	٢١	واجہ	واجہ
٥٩	٨	بغرایہ	بغرایا
"	١٢	قاتا	فاتا
"	١٥	بحسن	یحسن
"	١٦	یحیہم	یعینہم
"	١٧	سسرتہ	سرت
٦٠	٥	حد	احد
"	١١	بنا	جنبنا
"	١٣	تتمہ	تتم